یہہ رسالہ مجاریہ باہتمام مراسلہ کشمیر مستمی
MIRATUL HIND
مرآۃ الہند
READ & REFLECT
سالانہ قیمت رسالۂ ہذا
پیشگی مع محصول ڈاک (۲) مابعد مع محصول ڈاک (۳)
میعاد پیشگی ۳ ماہ طالبعلموں کو مع محصول ڈاک صرف (۱) محتاج
شائقین کو صرف ۱ مع محصول ڈاک بشرطیکہ خریداران رسالۂ ہذا
میں کوئی دو صاحب اونکی درخواست کی تصدیق کردیں اور درخواست
کے ساتھ اول صورت میں ۱ روپیہ اور دوسری صورت ۱ بھیجدیں۔
بابت ماہ مئی سنہ ۱۸۸۴ء
مطبع بہار کشمیر لکھنؤ محلہ جھوائی ٹولہ میں باہتمام منشی شامہ پرشاد چھاپا و شایع ہوا

سول سروس

سول سروس کے امتحان مین کمی عمر کے سبب سے جو نقصانات عظیم اہل ہند کے عاید حال ہوئے ہین اور ہو رہے ہین اوسکی کسیقدر کیفیت انڈین اسوسی ایشن لنڈن کی تحریک اور لارڈ کمبرلی کی تقریر کا خلاصہ اور لارڈ کمبرلی کی تقریر کا جواب باصواب درج رسالہ ماہ گذشتہ کرکے یہہ درخواست کی گئی تھی کہ ہند کے جملہ مقامات سے بحضور ملکہ معظمہ قیصرۂ ہند بوجوہات معقول یہہ درخواست پیش کیجاے کہ سول سروس کے امتحان کی عمر بڑہا دیجائے اور بجائے لنڈن کے ہند ہی مین سول سروس کا امتحان اہل ہند دیا کرین الحمد للہ کہ ہند کے ہر ایک صدر مقام پر اس بارہ مین کمیٹیان ہوئین اور ہو رہی ہین اور برابر درخواستین تحریر ہوکر بحضور سکرٹری آف اسٹیٹ روانہ ہو رہی ہین -

بابو سریندر و ناتھ صاحب بنرجی کی جانب سے جو کوشش اس بارہ مین ہو رہی ہے وہ نہایت تعریف اور شکرگذاری کے قابل ہے - بابو صاحب ہر ایک صدر مقام پر جاکر اس بارہ مین لکچر دے رہے ہین اور اونکی پر اثر اسپیچون کا بہت عمدہ اثر لوگون پر ہوتا جاتا ہے - ۲۵ مے ۱۸۸۴ع کو از جانب جلسہ **رفاہ عام لکھنو** بمقام قیصر باغ کی بارہ دری مین اسی غرض سے ایک جلسہ ہوا - اول پنڈت بشن نرائن صاحب وکیل ممبر رفاہ عام نے ایک تحریر جو کلکتہ سے ائی تھی سب کو پڑہ کر سنائی اوسکے بعد پنڈت شام نرائن صاحب ممبر رفاہ عام نے ایک مفصل اور مدلل اسپیچ دیکر یہہ بات ثابت کی کہ اہل ہند کا فایدہ اوسی صورت مین ہوگا کہ بجاے ۱۹ برس کے ۲۳ یا ۲۱ برس کی عمر سول سروس کے امتحان کے واسطے ہو جاے اور بجاے ولایت کے ہند ہی مین سول سروس کا امتحان ہو - پنڈت بشن نرائن صاحب نے اس راے کی بدلایل معقول تائید کی - بعض صاحبون نے اس راے سے اختلاف ظاہر کیا - آخر سب سے راے لی گئی تو کثرت راے سے یہہ طے پایا کہ اس مضمون کی درخواست جاوے کہ بجاے ۱۹ کے ۲۳ یا ۲۱ برس کی عمر ہونی چاہیے اور اہل ہند کا امتحان سول سروس ہند ہی مین ہوا کرے تقریر ہر ایک کی کاروائی کمیٹی رفاہ عام درج ہے اس سے یہان اوسکی اندراج کی ضرورت نہین ہے - آخر مین ایک خاص کمیٹی واسطے [illegible] کے منتخب ہوئی اور بابو سری رام صاحب واسطے تحریر عرضی کے تجویز ہوے - ۲۸ کو اس کمیٹی مین عرضی پیش ہوکر منظور ہوئی - اوسی ہفتہ مین بابو سریندر و ناتھ بنرجی بھی اسی واسطے اور [illegible] کی فراہمی کو لکھنو مین تشریف لائے - قیصر باغ والی بارہ دری مین بابو صاحب نے نہایت

درحب ملکی سے بکمال فصاحت و بلاغت بہت دیر تک اسپیچ دی۔ اس اسپیچ کا سب صاحبان طلبہ کے دلون
پر نہایت عمدہ اثر ہوا۔ شکر ہی کہ ہر ایک شہر سے اب اس بارہ مین درخواستین روانہ ہو رہی ہین اب
لارڈ رپن صاحب بہادر کو اس بارہ مین ایسی کوشش عظیم فرمانی چاہئیے کہ یہ درخواست ولایت مین
منظور ہوجاے۔ لارڈ ڈلمبرلی صاحب نے انڈین اسوسی ایشن لنڈن کی تحریک کے جواب مین جو کچھ اس بارہ
مین فرمایا ہی وہ خود غیر کافی ہی۔ لارڈ ڈلمبرلی صاحب فرماتے ہین کہ ۶ برس کے عرصہ مین ۲۸ ہندوستانی
سول سروس کے امتحان مین شریک ہوئے۔ اوّل چھ برس کے عرصہ مین منجملہ ۲۴ کروڑ ساکنان ہند کے
اگر ۲۸ ہندوستانی سول سروس ہوئے تو کوئی عمدہ نتیجہ نہ تھا مگر افسوس تو یہ ہے کہ منجملہ ان ۲۹
امیدوارون کے فقط ایک ہی شخص پاس ہوا ہے اور ۲۷ شخص ناکام ہے اور یہ ۲۹ آدمی بھی بمبئی کے
ملک کے تھے جہان انگریزی زبان کا رواج بہت ہے۔ دیگر مقامات ہند اس عمر کی کمی سے کامیابی کیسی
شرکت سے بھی محروم ہو گئے۔ دوسرا اس سے بڑھ کر اور کیا ناقص اور بربادی بخش نتیجہ ہوگا کہ ۲۹
ہندوستانی امیدوار دیکھا اگر فی کس دس ہزار روپیہ خرچ قرار دیا جاے تو دو لاکھ اسی ہزار روپیہ
ہند کا خرچ ہوا اور سمین سے ایک کامیاب ہوا اور ۲۷ برباد ہوئے۔ کیا یہ سب کمی عمر اور ولایت مین امتحان
ہونیکا نتیجہ بد نہین ہے۔ کیا کوئی نوع انسان کا ہمدرد عام ایسا ہے کہ وہ ساکن ہند ہو یا ولایت اس بدترین
نتیجہ کو سنکر آنسو نہین بہائیگا۔ کیا نیک نیت بندگان کا کلیجہ اس خبر کو سنکر پاش پاش نہ ہوگا۔
کیا لارڈ رپن صاحب ایسے خیر مجسم ایسے ناقص نتیجہ کو ملاحظہ کرنے کے بعد بھی عمر بڑھانے کی اور ہندی
مین ہندیون کے امتحان ہونیکی سفارش نہ کرین گے۔ ضرور کرین گے۔ کیا نیک نیت وزیر ہند و
ممبران پارلیمنٹ ایسی ظالمانہ اور تعصب آمیز تجویز کو منسوخ کرنے مین توقف کرین گے۔ ہرگز نہین
ایک یہ خوشخبری بھی گوش زد ہوئی ہے کہ لارڈ رپن صاحب بہادر اپنی میعاد مقررہ سے ایک سال زیادہ ہند
کی حکومت کرینگے۔ اس خبر کو سنکر اہل ہند جسقدر خوش ہون بجا ہے مگر خوشی سے کچھ کام نہین آتی بلکہ لارڈ
رپن صاحب کی حکومت کو غنیمت جانکر اس درخواست اور دیگر مفید عام ہند درخواستون کے دینے مین ایسی جلدی
اور اہتمام بلیغ کرنا چاہئیے کہ سب مفید عام ہند حکم انھین کے عہد مین نافذ بھی ہون اور انکا دور
[illegible] ہو۔ ہمارے مہربان لارڈ رپن صاحب بہادر ہر وقت اسی فکر مین رہتے ہین کہ ہند کے مفید عام
جاری ہون مگر افسوس تو یہ ہے کہ انکے مفید عام احکام مین سے خاطر خواہ عملدرآمد ایک کا بھی نہین ہوتا۔
لارڈ رپن صاحب بہادر انہی کے عہد مین ہر ایک حکم مفید عام کا پورا پورا عملدرآمد بھی کردین گے ہند کا فایدہ
اور اسکے واسطے اسقدر حاکمانہ کارروائی ضرور ہے کہ جو ماتحت ایسے احکام کی پوری پوری

مراسلات

تتمہ مضمون دنیا و عاقبت مندرجہ مرآۃ الہند نمبر ۹۵ بابت ماہ اگست ۱۸۸۳ء

گذشتہ مضمون مین مین نے حقیقت اور منشا و وجہ اختلاف مذاہب و کیفیت پابندی و عمل شرع یا طریقہ مذاہب بعدم فہمید اصول مختصر طور پر بیان کر کے آیندہ کو وعدہ کیا تھا کہ اب کچھ حال اون مہاتماون کے طریقہ مبارک کا بیان کرینگے جو مثل شیشہ کے منور و صاف ہر و خوش رنگ اور شفاف آب کی آلایش سے پاک ہے غلط فہمی کا نام نہین خام خیالی کا کام نہین۔ بعض لوگ اس موقع پر یہ ضرور کہین گے کہ جب صرف اس طریقہ اصول کا مذہب مطلوب ہے اور اسیکا عمل بہتر و خوب ہے تب کیون بانیان مذاہب نے اسقدر طول دیا اور کام فضول کیا۔ نہین نہین صاحب ایسا نہین اس کے کئی وجوہ ہین۔

اول تو اصول کے سمجھنے کا ملکہ ہر فرد بشر کو نہین ہوتا اسیلئے بذریعۂ مذہب ایسی ایسی ترکیبین اور تدبیرین پیدا کی گئی ہین جس سے انسان کو اوس اصلی مادے کی طرف رجحان ہو۔ جیسے حساب کے لیئے طرح طرح کے گر بنا رکھے گئے ہین جن سے آسانی حساب ہو سکتا ہے۔

دوم یہہ کہ عوام کی طبیعت ایسی نہین ہوتی جو بلا توسط حیلہ و ترکیب کے عمدہ شی کو جسکا ثمرہ مفید اوسکو معلوم نہ ہو۔ برغبت تمام قبول کرے اسیلئے بانواع انواع تدبیر و ترکیب ایسی ایسی صورتین اختراع کی گئی ہین جس سے طبیعت کو رجوع ہونیکی تحریک ہو۔ جیسے لڑکے کو اگر صرف یہی کہدیا جائے کہ تم پڑھو پڑھنا اچھا ہے تو کیا اتنے کہنے پر وہ پڑھنے کا شایق ہو جائے گا۔ نہین نہین جب تک تاکید خوف نہ دلایا جائے گا تب تک وہ ہرگز نہ پڑھیگا۔ کھیل کو وہی کو اچھا سمجھیگا۔ ہان جب وہ بذریعۂ تاکید و تخویف پڑھتے پڑھتے اس سمجھ کو پہونچ جائے گا کہ پڑھنے سے بڑا فایدہ ہے اور علم کی خوبی اور ماہیت سے بخوبی واقف ہو جاے گا تب البتہ اوسکا شایق ہوگا۔ اگر یہہ کہا جائے کہ بعض بعض کو بغیر تاکید اور تخویف کے بذاتہ شوق علم

ہوجاتا ہے۔ یہان اسیطرح بعض کو اوس اصلی نشہ اور مادہ کا بالطبع بلا حیلہ طریقہ مذا
رجحان ہوتا ہے۔ یہان یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ جب قواعد وضوابط مذاہب کا یہی
منشا ہے کہ عوام بذریعہ اس حیلہ کے اصلی مادہ کے طرف رجوع ہون توکیون اون قواعد
کے نسبت ہلکی لی جاتی ہے۔ غور کیجیے کہ جب اون قواعد اور حیلہ سے وہ مقصد جسکے لیئے
وہ موضوع ہوے ہین کوئی عمل نہین کرتا تو بیشک لایق شکایت ہے مثلاً فرض کیجیے کہ
کہ ایک چوکیدار کو ہم نے اسلیئے مقرر کیا کہ وہ ہمارے مکان اور اشیا کی نگہبانی کرے
اور وہ بجاے نگہبانی چوری کا مرتکب ہو۔ تو اوسکے مقرر کرنے سے کیا فایدہ ہوا۔
اسمین شک نہین کہ اس زمانہ مین بیشتر لوگ مذہبی طریقے اور مسئلے کے ایسی غلط فہمی کے
عامل اور قایل ہین جس سے ہزارہا اضرار دنیا و عاقبت کے ہوتے ہین۔ افسوس صد
افسوس۔ دیکھو عموماً لوگ نہانے اور چندن لگانے اور مالا پہنانے کو ہی مفید عاقبت و
باعث رضامندی ایشر تصور کرتے ہین بلکہ بعض بعض لوگ تو اس قسم کے دیکھنے مین آئے کہ ایکدفعہ نہایا
پھر اگر کوئی چھینٹا بھی پانی کی بدن پر گر گئی تو پھر نہایا۔ راستے مین چلے تو ایک لڑکی کھیلتے کھیلتے چھو گیا پھر نہائے
خدمتگار نے دھوتی کسی اور کی دھوتی پر رکھدی تو پھر اوسکو دھلوایا۔ اگر ایسے ہی اتفاقات
دن بھر مین بہت سے ہون تو صد ہا مرتبہ نہائین۔ بہزار مشکل جب نہا چکے تو بہت سا
چندن سرخ اور سفید پیشانی پر لگالیا اور مالا گلے مین پہن لیا —— اور صرف اسی
صفائی ظاہری کی بدولت اپنے حساب گویا عاقبت بالعافیت ہوکر بہشت کے داخلہ کا ٹکٹ لے لیا
اور ایشور کی رضامندی کیسی بلکہ بزبردستی ایشر کو اپنی مٹھی مین بند کر لیا۔ ظاہری صفائی
کا تو یہ حال ہوا اب ذرا دل کی کدورت ملاحظہ فرمایئے۔ الامان الامان دل گویا ایک
مخزن ہے۔ شر و فساد کا معدن ہے ظلم و ستم کا۔ اوسکے مقابلہ مین رحم کیا شے ہے
کرم کس جانور کا نام ہے۔ غربا کا رفاہ اور فلاکت کشون سے دور۔ ہمدردی خیر خواہی انسانی کافور
اخلاق کا نام نہین۔ نیکی کا کام نہین۔ بلکہ سنگدلی کا درجہ اعلیٰ ہے۔ بدنیتی کا بول بالا
ہے۔ ترشروئی اور کج اخلاقی کا ڈھیر۔ غصہ اور ستم کا اندھیر۔ دن رات یہی فکر یہی خیال
ارے ہاے غضب ہو گیا۔ فلانا تو تونگر ہو گیا۔ یہ تو ستم ہے۔ فلانا متمول اور کھانے
پینے سے بے غم ہے۔ اوسکا گھر بار آباد ہے۔ یہ آجکل شاد ہے۔ وہ خواب آرام مین سو رہا ہے
اوسکا تو اسقدر رتبہ بڑھا۔ وہ تو زندہ ہے ابھی مرا نہین۔ یار وہ درخت سے اوتر آیا

گرا نہیں ۔ اسکی کیا تدبیر اسکا کیا علاج کہ سب تباہ اور برباد ہون ۔ خستہ ہون خراب ہون کارخانہ بگڑ جاوے ۔ دولت لٹ جاوے ۔ بیمار ہون رنج و مصیبت مین گرفتار ہون ۔ کوئی ایسا نہ کرنے پائے ۔ کوئی آرام سے بیٹھنے نہ پائے ۔ امیر ہون تو ہمین ہون ۔ آرام سے رہین تو ہمین رہین نیکنام ہون تو ہمین ہون ۔ شادکام ہون تو ہمین ہون یہی ہے وہ ہمین بس ہمین ہمین ہو جائین واضح ہو کہ اگر زیادہ بیان کیا جاوے تو ایک دفتر ہو جاوے ۔ اسلیے عاقل را یک اشارہ کافی پر چھوڑ کر قصہ کوتاہ کرتے ہین ۔ ہان بعض بعض جگہ ضرور نیکی اور بدی کا ذکر اس مضمون مین ہو گیا کیونکہ یہ دونو برابر کی زیادہ تر لایق لحاظ ہین ۔ جب تک کوئی دل کی صفائی حاصل نہ کریگا تب تک ظاہری صفائی سے وہ مطلب نہین نکل سکتا ۔ ظاہری صفائی کا اور مطلب ہے ایسی ہی قسم پر کسی نے کہا ہے کہ کنٹھی باندھے سر ملین تو ہنڈ باندھے کنڈم اور ایک مہاتما کا قول ہے جا ہی جری یہ پایں اوبھرن + کاہے کو کاشی جاے دوارکا ۔ کاہے کو نیم اچار کرے + کاہے کو مالا لیے سمرنی ۔ کاہے کو تلک للاٹ کرے + ان نہ کھاوے پانی نہ پیوے کاہے کو جاوے دوا ۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ جیسے جب ستری کا شوہر زندہ نہ رہے یا اوسکا شوہر موجود نہ ہو تو اوسکا سنگار اور آرایش اس قابل ہے کہ جل جاوے ۔ اسیطرح انسان کو استری فرض کرکے اور خدا یعنی پرم ایشور کو شوہر خیال کرکے اشارہ ہے کہ جب اصلی اوسکی محبت اور اوسکی رضامندی کا نہین ہے تو یہ ظاہری آرایش واہیات جل جانے کے قابل ہے اگرچہ اصلیت نہین ہے تو مالا اور سمرنی اور تلک اور تیرتھ اور برت نیم و اچار وغیرہ بیکار ہین ۔ اور گوسائین تلسی داس جی نے کہا ہے وید بیدیان شاستر ست ابھو + سکل سکرت پھل رام سنیہو + یعنی وید اور پران و شاستر اور تمام طریقہ حسنہ کا یہی ماحصل و مقصد ہے ۔ کہ سچی اور دلی محبت الہی پیدا ہو ۔ مین نے یہ دانشمندانہ اصول کے نسبت بطرز بھجن نظم کیے ہین جو نذر ناظرین کیے جاتی ہین ہو نہ

کوئی ہندو ہی کوئی مسلمان کوئی گبر ہوا کوئی ترسا ہی
کوئی رام کہی کوئی خدا کہی کوئی گاڈ کہے سب اسیطرح
سب ہی چھوڑ کے نیک بکرو دل صاف کرو تم اسیطرح
وہ کام کرو جو کرنا ہے اس زندگی پر مت بھول رکھو
ایک دل کے بلکہ پہنچ ہی کچھ بس لیکن کرنا وہ مشکل ہے

اوس ایک کے سب ہی ہین جسکی دم کا یہ جا ہے
اوس صورت کو تم دھیان دھرو سب نا مو کا یہی منشا ہے
کچھ نیک و بدی سب ثابت ہین لیکن کرنی ہین تم
پر چھا گیا گرچہ اور دیا سکا یہ تو اس تن کا ہنسا ہے
جب تن سے ہے آن لگی گی تب اسکا کیا کہنا ہے

باقی آیندہ ۔

اسکا پیرا شاد مختار عام لزبیر تاب گڈہ اودہ

فی الحال ہندوستان کو کیسی تعلیم کی ضرورت ہے

ایک لایق وظریف انگریزی مصنف کا قول ہے کہ جسطرح بنظر ترقی علمی یورپ کے مڈل ایجز
یعنے وہ زمانہ جو کہ آٹھوین اور پندرہوین صدیون کے درمیان واقع ہوا ہے ایک زمانہ ظلمت
خیال کیاجاتا ہے اوسیطرح یہ زمانہ بھی بنظر ترقی اخلاق یورپ کے حق مین زمانہ ظلمت ہے
اگر ہم ایک نظر بھی یورپ کی موجودہ حالت پر ڈالین تو اس خیال کی تصدیق ہوجائیگی
اسمین شک نہین کہ جسمانی ترقی یورپ کی اسوقت حیرانگیز ہے - اگر ہم اوس بر اعظم کی
دو تین سو برس قبل کی حالت کو حال سے مقابلہ کرین زمین و آسمان کا فرق پاوینگے - جس مقام پر کہ وحشی رہتے تھے وہان اب عمدہ عمدہ کوٹھیون مین بڑے بڑے
شایستہ لوگ رہتے ہین - جہان جہالت کی ظلمت پھیلی تھی وہان اب علم اور تہذیب کی
چکاچوند نظر آتی ہے - چند سو برس قبل اکتساب علم ایک خاص بخشش الہی خیال کیا جاتا تھا
اور اوسمین سواے پادریون کے اور کسی کا حصہ نہ تھا اور اون لوگون کی تحصیل علم
صرف انجیل پر محدود تھی - اوسوقت مین کسی شریف عورت کے واسطے اپنا نام تک بھی
لکھنا پڑھنا ایک بہت بڑی بے عزتی سمجھی جاتی تھی بڑے بڑے رئیسون کے لیے یہ کافی
خیال کیا جاتا تھا کہ وہ اپنا نام لکھہ سکین یا دستخط کر سکین - متبرک عیسائیون کی قبرین شہیدون
کی درگاہین اور حضرت عیسیٰ و مریم کی تصویرین امیر و غریب عوام اور پادری وغیرہ
اس تعصب کے ساتھہ پوجتے تھے کہ شاید وہ لوگ بھی جو اب وحشی کہلاتے ہین اور جنمین
شجر و حجر پرستی جاری ہے اس تعصب سے پرستش نہ کرتے ہون گے - گو کہ عیسائی مذہب
ان لوگون مین جاری تھا جسکی عمدہ اور متبرک ہونے مین کوئی شک نہین اور جسکے بانی کی اعلیٰ
اخلاق اور عمدہ خصایل اور ہمدردی انسانی اور سچی راستبازی شاید ہزارون برس
جہان مین یادگار رہے گی اور سچ تو یون ہے کہ اوسی کے عمدہ اثر سے یورپ کے
وحشیون نے جامہ انسانی پہنا لیکن یونان اور روم کے تعصب اور گندگی اور
بد اخلاقیون کا ایسا اثر اس مذہب پر پڑا کہ بجاے فایدہ کے لوگونکو نقصان پہونچنے لگا
اور وہی مذہب کہ جس نے ایک عمدہ حالت پر یورپ کو پہونچا دیا تھا - اہل یورپ کی
تخریب کا باعث ہوا اور اونکو سر سے پاؤں تک متعصب اور بد اخلاق بنا دیا - علمی ترقی

کی راہ بند کی - بردہ فروشی کا دروازہ کھولا اور ملک کے اخلاق کی خانہ خرابی کا باعث ہوا - اون خیالات کی ترقی ہونے لگی کہ جنمین کسی عورت کے واسطے جان دیدینا عمدہ ترین اور افضلترین کام خیال ہونے لگا - بڑے بڑے بہادر لوگ عورتون کے پیچھے ذرہ ذرہ سی بات پر روزمرہ اپنا خون بہانے لگے اور اونکی خوشنودی کو اپنا کافی خون بہا سمجھنے لگے یہہ ایک ایسا زمانہ تھا کہ جسوقت مین لوگ پوپ یعنی افسر پادریان کو تو بہ توبہ نائب خدا یتعالی تصور کرنے لگے اور حضرت پوپ نے بھی ایک نہایت عمدہ گناہ بیچنے کی سوداگری کا لگا لگایا - عفو گناہ اسطرح فروخت ہونے لگا جیسے کاغذ کی کل کا حصہ - پوپ کل یورپ کا شاہنشاہ تھا اور کسیکو اوسکے حکم سے انحراف کرنے کی قوت نہ تھی -

اب اس وقت کو حال کے وقت سے مقابلہ کیجیے - جہان جہالت تھی وہان علم ہے - جہان تاریکی تھی وہان روشنی ہے - جہان وحشت تھی وہان انسانیت ہے - جہان پہلے ہر طرح کے مذہبی تعصبات تھے وہان مذہبی آزادی اور دہریہ پن کی نمود ہے - لیکن سب سے بڑی بات اسوقت کی ترقی علوم طبیعات ہے - اس پچاس برس کے عرصہ مین نئی شاخین اس علم کی دریافت ہوئی ہین اور عالم خیال مین نئے نئے خطہ ہاے زرخیز انسان کے تحت حکومت آئے ہین -

ایولیوشن یعنی یہہ کہ کل عالم ہزارون برس قبل ایک نہایت بدتر حالت مین تھا لیکن رفتہ رفتہ اسمین جمادات اور نباتات اور حیوانات کا وجود ہوا اور ان حیوانات سے بعد ہزارون برس کی ترقی کے حضرت انسان نمود ہوئے اور جون جون زمانہ گذرتا جائیگا اوسیطرح یہہ کل عالم مع مخلوق کے بہتر حالتمین ترقی کرتا جائے گا اور مسئلہ کنسرویشن آف انرجی یعنی یہہ کہ کسی قسم کی قوۃ زایل نہین ہوجاتی ہے بلکہ کسی نہ کسی شکل مین کہین نہ کہین قایم رہتی ہے - اور اس عالم مین ایک مقررہ مقدار قوت کی ہے کہ جسکی وجہ سے تمام عالم کو سب تغیرات نظر آتے ہین اور یہہ قوت نہ کبھی کم ہوتی ہے نہ زیادہ - اور بیالوجی یعنی علم حیات اور جیالوجی یعنی وہ علم کہ جس سے زمین کی گذشتہ و موجودہ حالت اندرونی اور بیرونی دریافت ہوتی ہے اور جس سے یہہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کیسے کیسے تغیرات اس کرہ پر گذشتہ زمانہ مین واقع ہوئے ہین اور کس قسم کے حیوانات اور نباتات وغیرہ گذشتہ زمانہ مین اس مین پر تھے اور دیگر معلوم اور مسائل اس صدی کے بڑے بڑے لایق

علمائے یورپ نے دریافت کیے اور ایجاد کیے ہیں۔ جن لوگوں نے کلکتہ کی نمایشگاہ
دیکھی ہے وہ بخوبی کہہ سکتے ہیں۔ دماغ انسانی نے کس درجہ اس زمانہ میں ترقی کی ہے۔ اس
نمایشگاہ کا دیکھنا صرف ایک تفریح دل و دماغ ہی نہیں ہے بلکہ ایک نہایت عمدہ دماغی تعلیم ہے
نمایشگاہ میں ایک عالم طلسم نظر آتا ہے۔ مشرق کی نہایت عمدہ اور نفیس اور لطیف چیزیں
اور مغرب کی عجائب و غرائب اور نو ایجاد اشیا اور کلیں وہاں موجود ہیں۔ جنکے دیکھنے
سے دیدۂ بصیرت کھلتے ہیں دماغ روشن ہوتا ہے اور دنیا کے مختلف اقوام کی جو ترقی
دیکھنے میں آتی ہے جو کہ توپ اور تلوار سے نہیں بلکہ علم اور عقل سے ہوتی ہے اور جسکا نتیجہ
سرگشت و حیران ہی نوع انسان نہیں بلکہ امن اور بہبودی عام ہے۔ ان چیزوں کے دیکھنے
سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ درحقیقت انسان اشرف المخلوقات ہے اور اہل یورپ نے مادی ترقی
اس درجہ کی ہے کہ جسکا فی الحال تمام دنیا میں مثل نہیں ہے۔ لیکن اس فایدہ کے
ساتھ ہی ساتھ ایک بہت بڑا نقصان بھی ہو رہا ہے کہ جس سے لوگوں کے مذہب اور
اخلاق کی تباہی ہوتی جاتی ہے۔ باوجود اینہمہ جسمانی راحتوں کے روحانی مصیبتیں روز
بروز بڑھتی جاتی ہیں۔

یورپ کے لوگوں نے صرف تعصبات ہی کو نہیں متروک کر دیا ہے بلکہ مذہب کو بھی مثل اپنی
گذشتہ جہالت کے اپنے پاس سے ہٹا دیا ہے اور یورپ کے دھوکوں اور مذہبی تعصبات
کے عذاب اور دماغی غلامی سے رہائی حاصل کرتے ہیں اہل یورپ کو ایسی سختیاں پیش آئیں
کہ اب آخرکار گھبرا کر روح انسانی کا خیال بھی پوچ اور لغو سمجھنے لگے۔ اہل یورپ کے خیالات کی
دھارا بڑے زور و شور سے دہریہ پن کی طرف بہہ رہی ہے اور اوس قدیم بنیاد کی جڑ کو جس
کہ یورپ کیا بلکہ کل عالم قایم ہے روز بروز کاٹتی جاتی ہے۔ یہہ مسئلہ کہ صرف مادہ میں ایک
قسم کی قوت موجود ہے جو کہ عالم کی پیدایش اور قیام کے لیے ضرور ہے اور انسان صرف
ایک چلتی پھرتی کل ہے بڑے شد و مد سے زبان زد علمائے یورپ ہے۔ اس مسئلہ کی نسبت
ایک بہت بڑے عالم کا قول ہے کہ اس نے جملہ تعصبات کو منہدم اور معدوم کر دیا۔ میرے
نزدیک تو صرف تعصبات کیا بلکہ اس سے زیادہ مذہب اور اخلاق کو نیست و نابود کر دیا بلکہ یہہ
کہنا چاہیے کہ چاہے اس مسئلہ نے انسان کا حصۂ حیوانیت قایم رکھا ہو لیکن انسان کی
انسانیت کو تو ضرور معدوم کر دیا۔ چونکہ اس موجودہ حالت میں انسان ہی ایک ایسی

کسوٹی ہے کہ جس سے ہم ہر ایک چیز کی جانچ کر سکتے ہین۔ اسلیے ہر ایک مسئلہ اور اصول کے اچھے
یا برے ہونے کا امتحان بھی ہے کہ اوسکا اثر جماعت انسانی پر کیسا ہوتا ہے۔ اگر اوس سے
نوع انسان کو فایدہ ہو لوگون کے اخلاق کو ترقی ہو دنیا مین رنج کم ہو راحت کی مقدار بڑھے
تو وہ مسئلہ اچھا ہے اگر اسکے برعکس ظاہر ہو تو اوسکے خراب ہونے مین ہمکو موجودہ حالت مین
شک کرنے کی کوئی وجہ نہین ہے۔

اب دیکھنا چاہیے کہ یورپ مین اس دہریہ پن کے مسئلہ کا کیا اثر ہوا اور ہو رہا ہے۔ یہہ اعتقاد
کہ کل عالم اون بیشمار ذرون سے بنا ہے جو کہ خلا مین اوڑا کرتے ہین اور جو کہ اوڑتے اوڑتے
ایک دوسرے سے ٹکر کھاتے باہمی کشش سے ملتے ملاتے سیکڑون ہزارون بلکہ لاکھون
برس مین بڑے بڑے متحرک و مستقل کرہ بنگیے اور یہہ کل کارخانہ عظیم اور تغیرات صرف ایک
بے سمجھہ قوت کی وجہ سے ظہور مین آئے ہین اور انسانی فہم صرف نیچر کی مختلف قوتون کا نتیجہ ہے
اور انسان صرف مادی ذرون سے مرکب ہے اور روح جسمین کہ متعصب اور جاہل لوگ اعتقاد
رکھتے ہین صرف ایک مادی چیز ہے اور لوگون کے خیالات حیات آیندہ اور سزا اور جزا اور
بہشت اور دوزخ اور خدا کی نسبت مثل مریض عورتون اور مردون کے خواب پریشان
کے ہین اسوقت کل اس انیسوین صدی کی لامذہبی کی کتاب متبرک برخلاف گذشتہ زمانہ کی
متبرک کتابون کے تمام عالم کو سکھاتی ہے بلکہ یہہ کہنا چاہیے کہ تمام عالم کے مذاہب سے اس
لامذہبی کا مقابلہ ہے اور بوجوہات فتح بھی اسیطرف ہے۔ لیکن قبل اسکے کہ اہل ہند مین سے کوئی
بھی اس لامذہبی کے علم نصرت کے نیچے جانے کو مایل ہو یہہ دیکھنا ضرور ہے کہ اس سے دنیا کو
کیا فایدہ ہوا ہے۔ کیا لوگون کی راحت کچھہ پرانے مذہبون کے شکست ہونے سے زیادہ
ہو گئی ہے کیا اس دہریہ پن کی فتح سے لوگونکو مصیبتون سے کسیقدر بھی نجات ملی ہے۔ کیا
جن ملکون مین یا لوگون مین دہریہ پن کی وعظ صبح و شام برابر ہوتی ہے وہان اخلاق کی
ترقی زیادہ ہے۔ نہین ہرگز نہین۔ اب اگر اہل یورپ کی موجودہ حالت کو بغور
دیکھین تو معلوم ہوگا کہ وہ کن کن سخت مصیبتون مین گرفتار ہین۔ اگر آپ یورپ
کی اندرونی حالت کو بخوبی ملاحظہ فرمایئے تو صاف ظاہر ہو جائے گا کہ باوجود اس ظاہری صحت
اور تندرستی اور علم و ہنر کے وہ بیرونی وارنش کے ایک بڑا قاتل زہر اپنا اثر پیدا کر رہا ہے
اور جسکا نتیجہ لوگون کی ہر قسم کے ہلاکت کا باعث ہوگا۔ بوجہ اون اسباب کے جو کہ مغربی شایستگی

کی وجہ سے پیدا ہو گئے ہین امریکہ مین اکثر مردونکو اور عموماً عورتون کو شادی کی جانب سے
احتراز ہوتا جاتا ہے اور بدچلنی کی طرف ایسا رجحان ہوتا جاتا ہے کہ کنواری سدا سوہاگنون کا
نمبر روز بروز بڑھتا جاتا ہے۔ انگلستان مین گو کہ شریف اور غریب عورتون کی بہت پیدایش
نہین ہوتی ہے لیکن خراب اور بدکار عورتون کو ہر وقت بچے جننے کے گذارہ کے صلہ
مین اور اوس بچّہ کی پرورش کے لیے فی ہفتہ قریب ایک روپیہ کے سرکار سے
ملتا ہے۔ پیرس دار السلطنت فرانس باوجود اینہمہ تہذیب اور شایستگی بدچلنی اور
فحش مین نمبر اوّل ہے۔ اور ہر سال فی دس لاکھ باشندون کے چار سو سے زیادہ
خودکشیون کے واسطے مطعون خلایق ہوتا جاتا ہے۔ انگلستان اور فرانس کا اوسط
بیس برس کے عرصہ مین ۹۰ فی صدی زیادہ ہوا ہے لیکن خودکشیون کا اوسط تریسٹھ
فی صدی بڑھا ہے۔ انگلستان مین خودکشیان ۱۲ فیصدی اور جرمن مین پچیس
فیصدی صرف شرابخواری کی وجہ سے ہوتی ہین۔ پاگلون کا اوسط انگلستان مین ۶۵
سے ۷۶ فی دس لاکھ اور فرانس مین ۱۰۵ سے ۱۵۶ اس ۳۰ برس کے عرصہ مین ہو گیا ہے
ان مین ۱۴ فیصدی شرابخواری کے مارے ہوئے ہین۔ امریکہ اور انگلستان مین اکثر
وہ عورتین بھی جو کہ شریف خیال کیجاتی ہین عام مجمعون پر مثلاً بازار اور پارک وغیرہ مین ببانگ
دہل بیان کرتی پھرتی ہین کہ شادی کی کوئی ضرورت نہین بغیر اس جھوٹے و فرضی فرض کے
عورت اور مرد مین ارتباط ہو سکتا ہے اور جو کام شادی سے ہونا چاہیے وہ یون بھی
ہو سکتا ہے۔ اور بوجہ اکثر عورتون کی ضد اور شرارت کے کہین کہین امریکہ و انگلستان کے
پادریون نے مجبوری شادی کی مذہبی کتاب سے عورتون کی جانب سے خاوند کی نسبت یہ
فقرہ کہ (مین تیری اطاعت کرون گی) مثل حرف غلط کے اوڑا دیا ہے۔ اب ان باتون
سے سوائے اسکے کہ کوئی بہت بڑی آفت یورپ پر آنیوالی ہے اور کیا ظاہر ہو سکتا ہے۔
بہرحال گو یہ خیال کیسا ہی کچھ حد سے گذرا ہوا کیون نہ معلوم ہو بلکہ بعضون کے نزدیک
کیسا ہی کچھ ناممکن کیون نہ معلوم ہو لیکن میرا یہ خیال ضرور ہے کہ اگر یہی حالت
یورپ اور امریکہ کی رہی اور اگر فحش اور بدافعالی کو ایسی ہی ترقی وہان ہی
اور اگر کوئی مناسب طریقہ ان بدکاریون کے دفع کرنے کا نہ نکالا گیا اور
اس تہذیب برہم زن اخلاق کا اثر اہل نخوت کے دلون سے ہٹایا نہ گیا

تو وہ دن خواہ دور ہو خواہ قریب ضرور آنے والا ہے جبکہ یہہ ساری شائستگی
اور تہذیب مثل حباب یا گردباد کے دم کے دم مین فنا ہوجائے گی اور اس وقت کی
ہنسیان اور خوشیان ناچنا اور گانا ایسی سخت مصیبت سے مبدل ہوجائے گا کہ جس کا
ابھی کوئی خیال بھی نہین کرسکتا۔

یورپ کی شائستگی کے ثمر گو کہ باہر سے اچھے و لطیف معلوم ہوتے ہین لیکن اندر سے
سڑے ہوئے اور ذائقہ مین تلخ ہین اور افسوس یہہ ہے کہ اون کا اثر ہند پر بھی پہونچتا
جاتا ہے۔ اس ملک کے نوجوان روز بروز دہریہ پن کے مرض مین جسکی کہ آمد یورپ سے
ہوئی ہے مبتلا ہوتے جاتے ہین۔ لیکن علاوہ اسکے اور بہت سی برائیان بھی مغرب سے
یہان آئی ہین کہ جنسے اخلاقی اور روحانی حالت ہند کے لوگون کی روز بروز ابتر ہوتی جاتی ہے
یہہ بات سب پر ظاہر و باہر ہے کہ اہل یورپ چین مین افیون بذریعہ توپ اور بندوق کے
لیگئے لیکن اس سے شاید بہت کم لوگ واقف ہونگے کہ ہند مین افیون اور شراب وغیرہ کیونکر
جاری ہوئی۔ البتہ مثل چین کے یہان زبردستی نہین ہوئی لیکن ان مضر عام چیزون کے
پھیلانے مین وہ طبیعت داریان کی گئین وہ وہ ترکیبین نکالی گئین کہ شاید کسی کو بھی نسوجھتین
پہلے تو لوگونکو ان منشیات کے استعمال کی جانب مفت یا بارزانی تمام ترغیب دیگئی پھر جب
لوگ کسیقدر عادی ہوگئے تو روز بروز قیمت بڑہتی گئی اور اوسکا انجام یہ ہو جو آپ دیکھتے ہین۔
بڑے بڑے انگریزی حکام جو یہان منتظم رہے ہین اپنے تجربہ مین اس بات پر متفق ہین
کہ ان طریقون سے افیون اور شراب اون جگہونمین جاری ہوگئی کہ جہان کبھی اوسکا نام بھی نہین
سنا جاتا تھا اور ان طریقون سے اون بڑے بڑے لایق حکام نے جو ملک کی نتایج پولٹیکل مین دانش
و افکار خیال کیے جاتے ہین خزانہ سلطانی پر کرنے کی فکر کی — اون بد خلاقیون او نتایج بد کے
بیان کرنے کے لیے جو کہ بسبب شائستہ قانون انگریزی کے اس ملک مین پیدا ہوگئی ہین
ایک علحدہ مضمون درکار ہے۔ اس مقام پر صرف اتنا کہنا کافی ہے کہ اس امر پر جملہ حکام
انگریزی جو کہ اس ملک مین کارمدار رہے ہین متفق ہین کہ جہان کہین کہ اونکو ہندوستانیون سے
ملنے کا موقع ملا ہے اونھون نے اون بیچارے ان پڑہ غریب گنوارونکو جو کہ انگریزی قانون
کے اثر سے کوسون دور مغربی شائستگی کی خطرناک بلا سے باہر گنگاؤن مین یا پہاڑون پر
ٹوٹے پھوٹے جھونپڑون مین رہتے ہین اور رات دن محنت شاقہ سے زندگی بسر کرتے

ہین اون لوگون سے جو کہ شہر کلکتہ اور بمبئی اور مدراس مین اہل یورپ کے اثر مین رہتے
ہین اور انگریزی طریق خواہ اچھے یا برے روز بروز اختیار کرتے جاتے ہین اور اپنی قدیم
بزرگون کے عمدہ خصایل اور اعلی اخلاق سے کنارہ کش ہوتے جاتے ہین - راستبازی
دیانتداری خداپرستی و نیک نیتی مین بدرجہا بہتر پایا ہے - ایسے لوگونکا جن پر کہ انگریزیت
بہت اثر کر گئی ہے اور کر رہی ہے - ہندی نوخیز طالبعلم بہت ٹھیک نمونہ ہین - اونکی
تباہی کے دو بڑے بڑے اسباب ہین - ایک تو مذہب عیسائی - دوسرے علوم طبیعات - یہہ
دونون چیزین دو بڑے جز ہماری تعلیم کے ہین - پادری ہمارے اوستاد ہین اور پادری
ہی یونیورسٹی کے بھی فیلو ہین - اہل ہند کے تیرہ و تار دلون کو روشن کرنے کے لیئے اور
اوس متبرک گلہ بان کے گلہ مین شریک ہونے کے لیے کہ جس نے قریب انیس سو برس قبل سولی
پائی - ہزارون عیسائی مذہب کی کتابین ہندوستان مین مشتہر کی جاتی ہین کہ جنمین سوا تضحیک مذہب
ہنود اور شرارت برہمنان اور تمسخر دیوتایان ہنود اور کذب اور بے بنیادی پران اور غیر مہذب
حالت متقدمین ہند اور حیرت انگیز خیالات کہ کرشن جی مہاراج سے مراد کرائیسٹ
یعنے حضرت عیسی ہے اور وید شریف کی ابتدا عبرانی کتابون سے ہے اور تمام دنیا کے مذہبون
سے مذہب عیسائی اچھا ہے اور کچھ ہندی طالبعلمون کی نظر سے نہین گذرتا ہے -
یہہ خیالات اور تعلیم بے شک ان نوجوانون کے دل پر بہت برا اثر پیدا کر رہے ہین - اور بہتون
کی نظرون مین ہندو مذہب کی عظمت روز بروز کم ہوتی جاتی ہے - بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ بہتون کے
نزدیک یہہ عظمت جاتی رہی ہے جو کہ باوجودیکہ پران سے ناواقف ہین لیکن انجیل کی حکایات کو
خوب جانتے ہین - قدیم ہندؤنکو وحشی اور برہمنون کو دغابازی کی گانٹھ اور پرستش کرشن
جی کو ایک قسم کی حضرت عیسی کی پرستش سمجھتے ہین - کیا یہہ بات قابل افسوس نہین ہے - کیا
یہہ دیکھ کے ہندوستان کے سچے دوستون کا دل نہ بھر آتا ہوگا اور کلیجہ پاش پاش نہ ہو جاتا ہوگا
کہ اس ہند کے صاحبزادے اون بزرگون کے لخت جگر کہ جنھون نے چین اور نہایت معزز
اور نامور یونانیون وغیرہ کو دین و دنیا کی راستی بتائی - اپنے مذہب کی آپ اسطرح تضحیک کرین متبرک
دیوتاؤن کے تمسخر مین دل خوش کرین - اپنے بزرگون کو بنظر تحقیر دیکھین - اس زمانہ کی
تہذیب پر ناز کرین اور اوس ذرہ سی لیاقت پر جو کہ اہل یورپ سے حاصل ہوئی اسقدر
وجد کرین - لیکن دوسرا سبب انکی بربادی کا اس سے بھی زیادہ زبردست ہے جو کہ اونکے

مذہب اور اخلاق کی تخریب کا باعث ہے ۔ لامذہبی کے بحر زخار کی امواج مغرب سے بڑی زور شور سے بہتے بہاتے ہند کے کنارے تک پہونچ گئی ہین اور کچہ خوف ہے کہ کل ملک ایک خطرناک سیلاب نہ آجائے اس ملک کے تمام اسکول اور کالجون مین ایسے نوجوان اکثر ملین گے جنکا کہ اعتقاد انسان کی روح اور حیات آیندہ اور نیکی کے ازلی اور ابدی اصول مین ہل گیا ہے ۔ ایسے طالبعلم اکثر ملین گے جنکا کہ یہ اعتقاد ہوگیا ہو کہ کسی مذہب پر اعتقاد لانا محض ایک قسم کی اخلاقی غلامی ہے ۔ بالکل آزادی جب ہی حاصل ہو سکتی ہے کہ جب ہم اپنے تئین تمام اصول مذہب اور اخلاق سے آزاد کردین ۔ دارجا و دانی صرف جہلا کے خواب وخیال کی باتین ہین ۔ اعمال کی ذمہ داری محض جہوٹ موٹ کا ڈر ہے ۔ آزادی کا خیال محض ایک دہوکا ہے اور ہم لوگ قانون قدرت مین اسطرح بندہے ہوے ہین جیسے درخت اور پہاڑ وغیرہ اور جتنے افعال کہ ہم سے سرزد ہوتے ہین اونہین ہماری خوشی نہین ہے بلکہ زبردستی بجبر ہم سے کراتا ہے اس خیال کے ساتھ ہی ساتھ مفلسی اور بداخلاقی بھی روز افزون ترقی کرتی جاتی ہے ۔ زنا کو نہایت ترقی ہے ۔ دن دوپہرے بے ایمانیان ہوتی ہین اہل ہند کے لوگون کی حالت روز بروز مبتذل ہوتی جاتی ہے ۔ اب ہند مین وہ باتین بالکل نہین ہین جو اسمین کچہ زمانہ پیشتر تھین ۔ جرات اور دیانت داری اور نیک نفسی خداپرستی بالکل معدوم ہوگئی ہے اور کمینہ خوارق وعادات اور تعصبات نے اونکے تئین اندہا بنارکہا ہے ۔ اونکی بعض قومی رسوم مضر عام جوکہ بالفعل رائج ہوگئے ہین وہ بھی اونکی شامت کا باعث ہین صغرسنی کی شادی فضولخرچی اور بدچلنی ۔ عورتون کی جہالت کی حالت اور دیگر ذلیل عادات ہماری ترقی مین صرف مانع ہی نہین ہین جبکہ تمام عالم ترقی کررہا ہے بلکہ جیسے ہمارے مذہبی اصول اور مرتاض اور متبرک منوجی مہاراج کے دہرم شاستر سے ہماری سرامدہ تمنیت پائی جاتی ہے ۔ اب کوئی عمدہ اور عالی خیال ہندؤن کے دل مین جوش زن نہین ہے ۔ نہ انکو اپنی یا اورون کی ترقی کا کچہ خیال ہے ۔ سب کی خواہشین خودغرضی پر محدود ہین حیف ہے کہ وہ لوگ جو کسی وقت مین اپنی قوت روحانی سے فرشتون سے بھی زیادہ مرتبہ رکہتے تھے اونہین کی اولاد اس ذلیل حالت مین مکروہات دنیوی کی خطرناک دلدل مین اسطرح پھنسی ہو ۔ عیاشی اور تن پروری کا خیال روز بروز لوگون کے دلون کو تسخیر کرتا جاتا ہے اور خوف ہے کہ کہین ایسا نہو کہ ٹمٹماتا ہوا چراغ بھی حب قومی اور استبدادی کا

مغرب کی شائستگی کی تند ہوا کے جھونکہ مین اجائے۔

اس مرتبہ جو مین کلکتہ کی تماشگاہ مین گیا تھا تو مین نے وہان سنا کہ ہمارے رئیس اعظم والی حیدرآباد نے ایک بلور کی مسہری قیمتی بیس ہزار اور بہت سی تصویرین قیمتی پچاس ہزار روپیہ کی خریدین اور اور بہت سی چیزین آرایش اور آرام کی خریدین۔ جب مین نے یہہ خبر سنی تو مجھکو بہت افسوس ہوا ہند کے رئیسون کے ان خیالات پر اور بڑا تاسف کیا ہند کی حالت پر کہ جب وہ لوگ جنسے ہند کو فایدہ پہونچ سکتا ہے اور پہونچنا چاہیے اونکی یہہ حالت ہے (اور اصل تو یہہ ہے کہ اونکی حالت بھی قابل رحم ہے) تو بتلائیے کہ پھر ہندوستان کیونکر ترقی کرے۔ سوائے افسوس کے اور بالفعل کیا کہا جا سکتا ہے سہ

کریمان را بدست اندر درم نیست + خداوندان نعمت را کرم نیست + ظاہر ہے کہ اگر اسکا نصف روپیہ بھی ہمارے نظام صاحب کسی کالج کی تعمیر مین۔ کسی ملک کے پیشہ کی ترقی مین خرچ کرتے تو کسقدر فواید ہوتے۔ لوگون کی اپنی خواہ وہ مرد ان کے فایدہ کی جانب عدم توجہی اور روز افزون دہریہ پن سے اخلاقی حالت ملک کی روز بدتر ہوتی جاتی ہے لوگون کی خودغرضی مضر عام عادات ہند مین تمام تفرقہ کی جڑ ہین اور یہہ خیال کہ سارا مقصد انسان کی زندگی کا یہ ہے کہ روپیہ کسی طریق جائز یا ناجائز سے پیدا کرے اور اوسکو لڑکے لڑکیون کی شادی مین خوب دل کھولکر جا اور بیجا صرف کرے یا اپنے عیش و آرام مین لگا رہے یہہ چند ایسے خیالات ہین جن اخلاق اور مذہب ہین کہ جنکی درستی بہت جلد بہت ضرور رہے اب یہہ ایک زمانہ ایسا آگیا ہے کہ جسپر ہند کی آیندہ بہبودی یا بربادی کا حصر ہے یہ فارم کی ضرورت ہے۔ لیکن یہ بات بحث طلب ہے کہ وہ رفارم قومی ہو یا ملکی علمی یا اخلاقی۔ جن لوگون کو کہ قانون کی مضبوطی مین یہہ اعتقاد ہے کہ اوس سے قومی اصلاح بخوبی ہو جائے گی اور یہہ سمجھتے ہین کہ بذریعہ قانون فوجداری اور دیوانی کوئی قوم گو اوسکے اخلاق کیسی ہی بدتر حالت مین کیون نہ ہون لیکن عمدہ حالت مین لائی جا سکتی ہے اور تمام بداخلاقیان دور کردی جا سکتی ہین اونکا یہہ خیال ہے کہ ہند کی ترقی کے لیے پولٹیکل رفارم یعنی درستی قانون ملکی کی ضرورت ہے۔ اور ایک قسم کے وہ لوگ ہین جنکا یہہ خیال ہے کہ اخلاق ایک ضروری نتیجہ ہے علم کا اور جسقدر علمی ترقی لوگ کرینگے اوسیقدر اونکو برائی سے نفرت اور نیکی سے رغبت ہوتی جائے گی۔ لیکن کچھ لوگ ایسے بھی ہین او

اونکی تعداد بہت قلیل ہے جنکا یہ خیال ہے کہ ہند کو اس صدی کی بلیات سے محفوظ رکھنے کے
لیے پولٹیکل ریفارم کی ضرورت نہین ہے نہ علمی ریفارم کی ضرورت ہے بلکہ نہایت اشد ضرورت
اخلاقی ریفارم کی ہے مجھکو بھی اس راے سے اتفاق ہے۔ میرا یہہ یقین ہے کہ ہند کی اس
موجودہ حالت مین جسپر کہ خالی ہماری ہی نہین بلکہ لاکھون اور کرورون حال کے اور آیندہ کے
بندگان خدا کی بہبودی یا بربادی کا دارمدار ہے۔ درستی قوانین ملکی یا علمی ترقی کی ضرورت
نہین ہے ان دونون باتون سے اہل یورپ کو اصل فایدہ کیا ہوا بلکہ ہزارہا نقصانات
ضرور ہوئے لیکن اخلاقی ریفارم کی ضرورت ہے۔ یعنی برائیون اور بدمعاشیون کا لوگون
کے دل سے بیخ و بن سے اوکھاڑنا اور اونکی جگہہ نیکی اور خداپرستی اور حب قومی اور
ہمدردی انسانی کے تخم کا بونا کہ جسکی پھل سے خالی ہم ہی نہین بلکہ ہم اور ہماری اولاد اور
تمام دنیا کے لوگ فایدہ اوٹھائین اور سچی عزت اور سچی تعریف انکے لایق وہ لوگ بھی
اسقدر نہین ہین جو کہ البرٹ بل یا اور کسی ملک کے حقوق کے پیچھے لڑتے ہین بلکہ وہ لوگ جو
سخت کوشش کر رہے ہین اور ہزارون مصیبتین اپنے اوپر گوارا کرتے ہین محض اس بات
کے واسطے کہ اہل ہند کو اخلاقی اور روحانی آزادی حاصل ہو اور لوگ لامذہبی کی بلاے بے درمان
سے محفوظ رہین اور اس زمانہ مین جبکہ قدیم مذاہب مثل خواب و خیال کے روز بروز لوگ فراموش
کرتے جاتے ہین۔ جہانتک تعریف کیجاے سوامی دیانند سرسوتی جی مہاراج کی تھوڑی ہے
اور جہانتک افسوس کیا جاے آپ کے اس بے وقت انتقال کا بجا ہے کہ یہہ محض آپکی ذاتی
کوشش اور سچی ہمدردی انسانی کا عمدہ نتیجہ ہوا کہ وید شریف کی عظمت پھر لوگون کے دلون
مین سمائی اور ہند کے مذہب کی نسبت لوگون کو توجہ ہوئی اور جہانتک شکریہ ادا کیا جائے
اون امریکہ کے غریب الوطن صاحب کا جنھون نے کہ اپنا وطن چھوڑ کر اپنے قومی بھائیون
اور عزیزون سے ناتہ توڑ کر محض ہند کے قدیم مذہب اور فلسفہ سیکھنے اور سکھانے کی غرض سے
ہند کو اپنا وطن قرار دیا یا اہل ہند کو اپنا بھائی خیال کیا اور اہل ہند اور ارباب
ہند کے درمیان اوس تفرقہ کی خلیج کو پاٹا جو کہ کتنی مدت سے چلا آتا تھا اور اسکی
یادداشت مین ایک ناریل کا پیڑ دکھن کے ایک شوالے مین بموجودگی اہل ہند و لنکا لگایا کہ
اس بات کی یاد دلاتا ہے اور دلاتا رہے گا کہ اس محبت باہمی کی جو کہ لنکا کے لوگون اور ہندیون
مین از سر نو قایم ہوئی ہے جڑ اوس درخت سے زیادہ استوار اور مضبوط رہے گی ایسے ہی لوگون

کی وجہ سے لاکھوں بندگان باہمی ہمدردی پیدا ہوتی ہے اور وہ بھی بندگان خدا کے نام نامی صفحہ ہستی پر تا ابد قایم رہجاتے ہیں۔ یہہ سچ ہے کہ دنیا فانی ہے اور کسی شخص کو بقا نہیں لیکن راستی لافانی چیز ہے اور نیک نیت اور خیر مجسم اور ہمدرد عام اور سچے خیراندیش خلایق در ستباز لوگون کے نام صفحہ روزگار پر باقی رہجاتے ہیں ؎

اب اس مقام پر یہہ دیکھنا چاہیے کہ لوگون کے اخلاق کیونکر درست ہون اور اونکو نیکی کی جانب کیونکر مایل کیاجائے۔ میرے نزدیک تو اس غرض کے حصول کے واسطے سنسکرت تعلیم کی اشد ضرورت ہے۔ اس بات کے تو اکثر لوگ قایل ہین کہ ہندوستان میں اخلاقی تعلیم کی ضرورت ہے لیکن امحبث طلب بات اتنی ہے کہ آیا یہہ غرض بذریعہ علوم سنسکرت کے حاصل ہوسکتی ہے اسمین اکثرون کو اعتراض ہے اور وہ لوگ سمجھتے ہین کہ سنسکرت سے چاہے اخلاقی تعلیم کسیقدر ہوسکے لیکن کوئی دنیوی فایدہ متصور نہین ہے اور وہ عالی خیالی جو انگریزی تعلیم اور علم طبیعات کے ذریعہ سے ہوسکتی ہے سنسکرت سے ہرگز نہین ہوسکتی۔ ان اعتراضات کے جواب مین مین اس مقام پر چند باتین لکھتا ہون جنسے یہہ کسیقدر معلوم ہوجائے گا کہ آیا سنسکرت سے علاوہ درستی اخلاق کے درستی خیالات بھی ہوسکتی ہے یا نہین اور ہند کے قدیم علوم کو مقابلہ علوم یورپ کے کسقدر عظمت حاصل ہے ـ

بڑے بڑے علماے یورپ کی کوششون سے یہہ بات تحقیق ہوگئی ہے کہ وید شریف اس جہان مین بہت پرانی کتاب ہے اور باوجود پادریون کی اس کوشش کے کہ کسیطرح وید شریف کی ابتدا عبرانی کتابون مین قایم کرین اور یہہ بات ثابت کرین کہ یہہ ہند کے برہمنون کی محض چالاکی کا نمونہ ہے پروفیسر میکس مولر صاحب نے نہایت عمدہ اور مضبوط دلایل سے یہہ بات ثابت کری ہے کہ وید شریف نہایت قدیم کتابین ہین اور قدماے ہند کے برہمنون کی عالی خیالی کا نتیجہ ہے۔ اس لحاظ سے سنسکرت علوم محقق تاریخ کے واسطے نہایت ضروری ہین۔ ایسا شخص اگر علوم سنسکرت پڑھے گا تو وہ حیرت انگیز مثالین اوسوقت کے آریہ لوگون کی پختگی خیالات کی پائے گا۔ جو کہ بالفعل عالم طفولیت ترقی نوع انسان کا کہلاتا ہے جبکہ میکس مولر صاحب کو نہایت عمدہ خیالات مبنی حکمت و فلسفہ ہند کی قدیم کتابون مین ملتے ہین اور جنمین سے بعض اونیسوین [19] صدی سے مناسبت رکھتے ہین تو اوسمین صاحب موصوف یہہ معنی بٹھاتے ہین کہ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کوئی بات عقلمند اور ہوشیار

کو نہین سوجھتی ہے اور اتفاقیہ ایک بچے کو سوجھ جاتی ہے - کیا عجب ہے کہ آیندہ کوئی یہ بات ثابت کردے کہ وہ زمانہ آریہ لوگون کا عالم طفولیت نہین بلکہ عالم شباب ترقی انسانی کا تھا -

محقق علم زبان کے واسطے زبان سنسکرت نہایت ضروری چیز ہے - اس بات کے تو اکثر اہل یورپ بھی قایل ہین کہ یہہ ایک نہایت عمدہ زبان بلکہ عمدہ تر یونانی اور لاطینی زبان سے ہے اوسکی قدامت بمقابلہ اور زبانون کے اس بات سے ظاہر ہے کہ تاریخ سے کہین اس بات کا پتہ نہین ملتا ہے کہ اسکی ابتدا کس زمانہ مین ہوئی -

محقق علم مذہب بھی بغیر علوم سنسکرت کے ایک قدم نہین چلسکتا ہے ہند کے علوم سے معلوم ہوتا ہے کہ اوس خلیق قوت انسانی نے جو کہ مذہب کی جانب طبیعت کو رجوع کرتی ہے اور جسکا وجود ہر انسان مین ہر ملک اور ہر زمانہ مین رہا ہے کیونکر ایک حالت سے دوسری حالت مین ترقی کی ہے - ہند کے مذہبی علوم سے یہہ بات بخوبی دریافت ہو جائے گی کہ مذہبی خیالات کو زمانہ کے ساتھہ کیا کیا مختلف حالتین ہو جاتی ہین اور ان خیالات کو کیونکر نمو شل ایسی درخت کے جو کہ اپنے موافق سرزمین پر اگتا ہے اور موافق قدرتی قانون کے ترقی کرتا ہے ہوا - برخلاف ایسے درخت کے جو کہ ایک ملک سے دوسرے ملک مین کوئی شخص لا کر لگائے اگر ہند کی قدیم کتابون کو دیکھیے گا تو آپکو بالکل علیحدہ علیحدہ مختلف حالتین مذہب کی مختلف زمانون مین معلوم ہونگی اور مذہب کی ابتدائی حالت بت پرستی اور پرستش دیوی دیوتا سے لیکر وحدانیت اور فلسفہ اپنیشد تک مذہب کی ترقی بالکل قانون قدرت کے موافق معلوم ہوگی اور تب اس بات کا یقین ہوگا کہ مذہب ہنود کسقدر وسیع ہے -

جب کہ ہند کی کتابون مین یہہ پڑھیے گا کہ بت پرست اور خالی وحدانیت کے قایل لوگ اور دیبی دیوتا کے ماننے والے اور نیز وہ لوگ جو کہ اب دہریہ خیال کیے جاتے ہین سب مذہب ہنود مین شامل تھے اور اہل ہند کا خیال مذہب کے نسبت وہی تھا جو کہ اصل مین ہونا چاہیے یعنی وہ طریقہ جس سے کہ ہر ایک شخص اپنے طور پر اپنی زندگی کے عقدے حل کرتا ہے یا کہ حل کرنے کی کوشش کرتا ہے اور وہ خیال جو کہ ہر ایک کا پیدا ہوتا ہے کہ آیا اس کو اس عالم سے کیا مناسبت ہے اور اوسکے اس عالم مین ہونے سے کیا غرض ہے اور آیندہ اوسکی حالت کیا ہوگی - تب آپ بخوبی اپنے دلمین کرشن جی مہاراج کے اوس کلام کی جو اونھون نے گیتا مین فرمایا ہے کہ جو لوگ کہ [illegible] پرستی بھی کرتے ہین وہ بھی میری ہی پرستش کرتے

معنے سمجھے گا -

فلسفی اور عالم علم طبیعات کے واسطے بھی سنسکرت علوم نہایت مفید ہین - یہہ لوگونکا یقین ہوگیا ہے کہ اس صدی مین ترقی علوم طبیعات اسدرجہ ہوئی ہے کہ جسکا تاریخ عالم مین مثل نہین - لیکن ہند کا بھی ایک زمانہ علمی ترقی کا تھا کہ جسمین بہت سی باتین ایجاد اور دریافت ہوئین اور جنمین سے کہ بعض بعض اہل یورپ نے بھی دریافت کی ہین - ہند کے چھہ اقسام کے فلسفہ ہین وہ سب ان اصول اور مسائل ابتدائی عالم اور انسان کے نسبت جو کہ اس زمانہ کے اہل یورپ جانتے ہین موجود ہین -

(۱) سانکھیا فلسفہ کا مسئلہ ہے کہ ایک ابتدائی مادہ کا وجود ازل سے ہے اور اوسی سے کل عالم رفتہ رفتہ بنا ہے - یہی مسئلہ اسوقت کے بڑے فلسفی اسپنسر اور ہکسلی وڈارون وغیرہ بھی سکھاتے ہین -

(۲) یاتنجلی کا مسئلہ ہے کہ ایک ابتدائی قوت قبل ابتدائی مادہ کے تھی اور ان دونون سے روح کا وجود ہوا اسوقت کے بعض حکیمون کا یہی مسئلہ ہے -

(۳ و ۴) - دو ویدانت فلسفون کا یہ مسئلہ ہے کہ یہہ عالم خدا کا پیدا کیا ہوا ہے اور یہہ خیال بھی اکثرونکا اس زمانہ مین ہے -

(۵) گوتم کے نیاے شاستر یا منطق مین سچ کی تحقیقات کرنے کے طریقہ بیان ہین اور حواس خمسہ پر بہت زور دیا گیا - یہہ مسئلہ کہ حواس خمسہ دروازے ہین کہ جنکے ذریعہ سے ہمکو بیرونی عالم کا علم یا حس ہوتا ہے بعضون کے نزدیک ایک نیا مسئلہ اس صدی کا ہے لیکن یہہ ایسا ہی قدیم ہے جیسے کہ ہند کی حکمت قدیم ہے -

(۶) ولیشیکہ فلسفہ کا یہہ مسئلہ ہے کہ یہہ عالم فانی لافانی ذرّونسے بنا ہے - بہتون کا یہہ خیال ہے کہ اس مسئلہ کی کہ کل عالم نہایت چھوٹے چھوٹے مادی ذرون سے جنمین کہ قوت ایک دوسرے سے ملنے یا جدا ہوجانے کی موجود ہے بنا ہے - ڈالٹن صاحب موجد ہین - لیکن یہہ مسئلہ ہزارون برس قبل صاحب موصوف کے وجود کے اہل ہند جانتے تھے - ڈاکٹر ڈریپر صاحب نے اپنی کتاب مین جو کہ اونھون نے مذہب اور علم کے تنازع کے بارہ مین لکھی ہے لکھا ہے کہ قدیم ہنود مسئلہ (کینسر ولیشن آف انیرجی) یعنی لازالیت قوت اور علمی مسایل علوم ریاضی جانتے تھے کیا اب ان سب بات کے مقابلہ مین بھی ہمکو یہی کہنا چاہیے کہ یہہ صدی ہند کی شایستگی

کے زمانہ سے زیادہ شایستہ ہے اور اہل یورپ قدیم باشندگان ہند سے قانون خلقت کی نسبت زیادہ جانتے ہین۔ نہین۔ ہرگز نہین۔

محقق علم سوسائٹی (یا جماعت انسانی) کے واسطے بھی ہند کے قدیم علوم مین بہت عقدے حل طلب ہین۔ علوم سنسکرت کے پڑہنے سے معلوم ہوگا کہ اوس زمانہ مین جبکہ اہل یورپ کی نظر مین بنی نوع کا محض بچپن تھا۔ ہندوستان مین اون باتون کا وجود تھا جنکا وجود بغیر اسکے کہ یہان کے لوگون مین نہایت اعلیٰ درجہ کی ترقی ہو غیر ممکن تھا۔ غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ یہہ خیال بہت سچ ہے کہ ہر ایک قوم کی ترقی اوس قوم کی عورتون کی حالت سے دریافت ہوسکتی ہے۔ عورتون کی ذلیل حالت سے اونکی قوم کی ذلیل حالت دریافت ہوسکتی ہے اور جس قوم مین کہ اونکی حالت عمدہ ہے اوس قوم کے لوگون کی بھی بحیثیت مجموعی حالت عمدہ ضرور ہوگی۔ یہہ نہایت ایک زبردست مسئلہ ہے علم سوسائٹی انسانی کا اور اس جگہہ اسکا طول دینا کچہہ ضرور نہین ہے۔ وہ بات جو کہ مین اسوقت ثابت کیا چاہتا ہون وہ یہہ ہے کہ ڈاکٹر ہنٹر صاحب کے قول کے موافق ہند کے قدیم زمانہ مین عورتون کی نہایت اعلیٰ درجہ کی حالت تھی شادی نہایت متبرک سمجھی جاتی تھی اور ستی ہونے کا کہین نام و نشان بھی نہ تھا۔ ایک عورت سے زیادہ کے ساتھہ شادی کرنا بالکل ممنوع تھا اور شاید جس زمانہ مین کہ اہل یورپ کے آبا و اجداد جنگلون مین رہتے تھے درختون کی جڑون اور پتیون وغیرہ پر گذران کرتے تھے اور مثل جنگل کے بہایم کے مرد و عورت اپنی خواہش پوری کرتے تھے اوسوقت مین اہل ہند شادی کو جو کہ ایک سے زیادہ عورتون کے ساتھہ ممنوع تھی نہایت متبرک اور سنجیدہ رسم سمجھتے تھے اور عورت مرد دونو اوسوقت کے وعدہ کو نہایت عظمت اور عزت کے ساتھہ تمام عمر پیش نظر رکہتے تھے اور اوس سے انحراف کرنے مین ایک گناہ عظیم تصور کرتے تھے۔ اونکے نزدیک بغیر زوجہ کے زندگی انسانی ناقص تھی اور کوئی کام عظیم نہین ہوسکتا تھا۔ جب کہ راجہ رامچندر جی تخت شاہی پر بیٹھے اور اشومید ہ جگ کرنے پر آمادہ ہوئے تب پنڈتون نے فرمایا کہ جب تک سیتا جی موجود نہ ہون جنکو آپ نے جلا وطن کر دیا ہے یہہ جگ ہرگز نہین ہوسکتا ہے۔ اب کیا یہہ باتین ایک بہت بڑی شایستگی کی جو کسی زمانہ مین ہند مین تھین کافی علامتین نہین ہین۔

اس زمانہ مین لوگ یہہ کوشش کر رہے ہین کہ اصول اخلاق کو بھی مثل علوم منطق اور حکمت وغیرہ

کے ایک علم بنا لین۔ ہربرٹ اسپنسر صاحب نے بڑی کوشش سے علوم حیوانات اور قواے باطنی اور ظاہری وغیرہ سے نتیجہ نکال کے اصول اخلاق کے نسبت چند کتابین لکھی ہین جنمین کہ اونھون نے مسئلہ ایولیوشن (یعنی یہ کہ ہر ایک چیز عالم مین ادنی حالت سے اعلی حالت پر رفتہ رفتہ ترقی کرتی جاتی ہے) کو اخلاق پر منطبق کر کے یہہ بات ثابت کی ہے جسطرح کہ عالم طبعیات مین سبب و نتیجہ لازم و ملزوم ہین اسیطرح عالم اخلاق مین بھی ہین۔ اونھون نے اصول اخلاق بلا لحاظ مذہب وغیرہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ بے شک صاحب موصوف کی کتابون سے اس صدی کو فخر ہے اور اونھون نے اوس پرانے متعصب اصول اخلاق کو جنکی بنا کہ محض انجیل پر ہے بہت کچھ شکست کر ڈالا ہے اور اصول اخلاق کو منقولات سے علحدہ کر کے معقولات کے پر تو مین لکھا ہے۔ اب اس مقام پر ذرا ہمکو یہہ بھی دیکھنا چاہیے کہ ہمارے قدیم بزرگون نے ان بڑے بڑے مسائل اخلاق کی نسبت کیا خیال کیا تھا قدیم ہندوؤن کے نزدیک اسوقت کا مسئلہ ایولیوشن محض ایک کڑی اوس عظیم ایولیوشن کی زنجیر کا ہے کہ جسکی نہ ابتدا ہے اور نہ انتہا۔ اونکے نزدیک انسان محض ایک خاکی چیز نہ تھا بلکہ ایک مقہور فرشتہ تھا یا تمثیلاً یون کہیے کہ حضرت آدم باغ عدن سے نکالے گئے اور اب دنیا کی مصیبتون اور صدہا طرح کے نشیب و فراز سرد و گرم زمانہ سہتے ہوئے اپنی ابتدائی حالت یعنی اپنی روحانی عظمت کے حاصل کرنے کے لیے ترقی کرتا جاتا ہے۔ اونکا یہہ خیال تھا کہ انسان کی حالت قایم نہین، بلکہ روز بروز وہ ایک جگہہ سے دوسری جگہہ ترقی کرتا جاتا ہے اور عالم کے تغیرات کے ساتھہ ہی ساتھہ تغیر کرتا جاتا ہے۔ نہ اتفاقاً۔ (عالم مین اتفاق کوئی چیز نہین ہے) بلکہ ضرورتاً ایک موجودہ حالت اوسکی گذشتہ حالت کا نتیجہ ہے اور آیندہ حالت اوسکی موجودہ اور گذشتہ حالت کا نتیجہ ہوگی۔ اوسکا ہر ایک خیال اور ہر ایک کام اور ہر ایک لفظ جو کہ اوسکی زبان سے نکلتا ہے اوسکے راستہ مین روکنے والی یا ترقی کرنے والی قوت ہے اور اوسکی ہر ایک حالت ان دونو مخالف قوتون کے مجموعہ کا نتیجہ ہے۔ یہی خیال اہل ہند کے اصول کہ خلاف اخلاق کی ایک بہت مضبوط جڑ ہے۔ گو کہ اس مقام پر بالکل مجملاً طور پر بیان ہوا لیکن یہی مطلب ہے مسئلہ کرم کا۔ یہہ مسئلہ صرف ایک اخلاقی پہلو اوس عظیم قانون کا ہے جسپر کہ عالم طبعیات اور عالم ارواح دونون کا دارومدار ہے۔ مسئلہ تناسخ محض ایک دوسرا نام ہے مسئلہ کرم کا اس مسئلہ کے موافق انسان خود لوح کن ہے اپنی تقدیر کا اور جیسا کہ بوئے گا ویسا ہی کاٹیگا

اہل ہند کے اصول اخلاق کے موافق نہ تو خوف ہے کسی مادی دوزخ کا اور نہ امید ہے کسی مادی بہشت کی لیکن خوف اور امید محض اپنے کرموں کی ہے - انسان میں خود دوزخ اور بہشت موجود ہیں - آتما یعنی وہ نور الٰہی جو کہ ہم میں ہے محض اپنی کوشش سے اور نفس امارہ کے زیر کرنے اور عمدہ خواہشوں کو ترقی دینے سے حاصل ہو سکتا ہے اپنشد میں لکھا ہے کہ وہ آتما جو کہ جاننے والا ہے نہ تو کسی سے پیدا ہوا نہ مرتا ہے نہ کسی سے نکلا اور نہ کوئی دوسری چیز ہو گیا وہ آتما نہ وید سے نہ عقل سے نہ علم سے حاصل ہو سکتا ہے وہی آتما جسکو آتما چاہتا ہے اوسکو آتما حاصل ہو سکتا ہے" کونسا اور مسئلہ اس سے زیادہ مبنی بہ مذہب اور حکمت اور امید ہو سکتا ہے - یہہ خیال کہ سبب اور نتیجہ عالم اخلاق میں لازم و ملزوم ہیں جو کہ یقینًا یورپ میں پھیلتا جاتا ہے - قدیم حکمائے ہند نہایت وسعت کے ساتھ جانتے تھے - اس لحاظ سے فلسفی اور محقق اخلاق کے لیئے بھی سنسکرت علوم بہت مفید ہونگے بڑے بڑے مسائل اخلاقی کے حل کرنے میں -

محقق علوم باطنی کے واسطے بھی علوم سنسکرت ایک بہت بڑا خزانہ ہیں - قدیم آریہ لوگ علوم باطنی میں طاق تھے اور بڑے بڑے مسائل مذہب فلسفہ اوتھوں نے قصوں اور تمثیلوں کے ذریعہ سے عالم کو سکھائے -

مہابھارت کے قصہ کے بہ نسبت جسمیں کہ پانچ پانڈوں سے پانچ قوائے باطنی یا حواس خمسہ مراد ہے اور کرشن جی مہاراج سے عقل سالم اور اون کی جنگ برخلاف کوروں کے جنسے کہ خواہشات خراب مراد ہے اونکی یہہ کوشش ہے کہ ہستنا پور یعنی قلب انسانی پر اپنا قبضہ کریں میرے ایک دوست ایک اور موقع پر آپ صاحبوں کے سامنے بیان کر چکے ہیں یہہ کہانی کہ قبل پیدایش عالم کے وشنو جی مہاراج دودھ کے سمندر پر لیٹے ہوئے تھے اور اونکے پاس اندر لچھمی جی بیٹھی تھیں اور اونکی ناف سے ایک کنول کا پھول نکلا جسمیں سے کہ برہما جی مہاراج دفعتًا پیدا ہو گئے اور اوتھوں نے یہہ تمام سرشٹ رچی - یا یہہ خیال کہ وشنو جی شیش ناگ پر سوتے ہیں جو کہ تمام عالم کو گھیرے ہوئے ہے اور لچھمی جی پائنتی بیٹھی ہیں یا یہہ کہ شیو جی اور پاربتی جی کا ایک ہی شخص ہیں اسطرح ہونا کہ آدھا وہ مرد ہے اور آدھی عورت یہہ سب باتیں محض ظاہری علامتیں ہیں - اس عالم کے اون بڑے بڑے اسرار کی جو کہ بوجوہات عوام سے مخفی ہیں - جب آپکو بخوبی یہہ دریافت ہو جاوے گا کہ یہہ سب

وغیرہ وہ اخلاقی کتب ہین جنکے پڑہ مین بڑے بڑے اصول مذہب اور اخلاق عاقلون نے سکھائے ہین اور وید شریف کے سوائے لفظی معنون کے اور باطنی معنی بھی ہین۔ اور وہ معنی ایسے مشکل ہین کہ محض عقل سے حل نہین ہوسکتے۔ اور ان سب قصون اور تمثیلون سے غرض صرف اون اسرار کا خاص لوگون کو بتانا ہے جوکہ انسان کی روحانیت سے متعلق ہین۔ تب آپ یہہ سمجھین گے کہ ہان وہ حقیقت جنکو کہ ہم صرف کھانیان سمجھتے تھے وہ کہانیون سے بہت زیادہ وقعت رکھتی ہین اور جن باتون کو کہ ہم قدیم لوگون کی نادانی سمجھتے تھے سراسر معموراز حکمت ہین اور جسکو ہم تعصب سمجھتے تھے وہی عقل سالم ہے اور جسکو ہم ناممکنات سے تصور کرتے تھے وہ بھی ممکنات سے ہے اور جسکو کہ ہم جانتے تھے کہ محض جھوٹ منوٹ کے دل خوش کرنے کی باتین ہین وہی سچی خوشی کا منبع اور مدامی راحت کا مرکز ہین کیسی حیف کی بات ہے کہ ہم اس ترقی کے وقت مین اس گیس اور بجلی کی روشنی کے زمانہ مین جبکہ آسایش جسمانی کے اسباب روز بروز بڑہتے جاتے ہین۔ بھول جائین اوس بات کو جو ہمین کبھی نہ بھولنی چاہیئے بلکہ جس کے بھول جانے کے بعد کون ایسی بات ہے جو یاد رکھنے کے قابل ہے۔ یعنی کیسے افسوس کی بات ہے کہ اگر ہم بھول جائین کہ یہہ تمام ترقی جسمی کہ آسایش تن ہو کوئی سچی ترقی نہین ہے بلکہ نہایت ایک بُری چیز ہے۔ اور گو کہ گیس اور بجلی ہمارے گھرون اور شہرون اور نیز تھیٹر اور ناچ گھر وغیرہ کو روشن کرسکتے ہین لیکن وہ اوس چیز کو ہرگز روشنی نہین بخش سکتی ہین جسکا کہ روشن ہونا ضرور ہے۔ وہ ہمارے تاریک دلونکو ہرگز منور نہین کرسکتے ہین۔ انسان کے دل کے واسطے کسی بیرونی روشنی کی ضرورت نہین ہے کیونکہ یہہ فانی ہوتی ہے بلکہ اوس روشنی کی ضرورت ہے جسکا کہ وجود انسان ہی مین موجود ہے اور جسکو کہ بلا زوال کے ترقی ہوسکتی ہے۔ اس معاملہ مین بھی ہمارے بزرگون نے نہایت کوشش کی تھی اور بڑا اعالی مرتبہ حاصل کیا تھا۔ قدیم برہمن کے واسطے جسکا کہ طریق معاشرت نہایت سادہ تھا اور جسکا کہ یہہ دستور تھا کہ علی الصباح اوٹھکر روز نہانا۔ اور وید شریف کی رچائین مشرق رو ہوکر پڑہنا اور اپنے معبود کو دل سے یاد کرنا۔ یہہ زندگی ایک سخت امتحانون کی تھی اور یہہ دنیا ایک ویرانہ مصیبتون کی۔ بلکہ یہہ عالم محض ایک سایہ تھا ایک حقیقی چیز کا۔ اور یہان اوسکا ایک فرض زندگی یہہ تھا کہ اپنے تئین اس مایہ کے جنجال سے نکالے اور اپنی طبیعت کو اوسطرف رجوع کرے

جس سے اوسکو روحانی ترقی حاصل ہو اور وہ اپنے معبود سے اسطرح جا ملے جسطرح قطرہ
سمندر مین ملجاتا ہے۔ اوسکے نزدیک جسم انسانی خدا کی شکل پر نہ تھا بلکہ نور الہی کے
واسطے ایک قسم کا قید خانہ تھا اور دنیا کی عیش اور راحتین خواب وخیال سے بھی زیادہ ناپایدار
تھین اوسکو اپنی کوششون کے ثمر کی توقع اس جہان مین نہ تھی بلکہ حیات آیندہ مین۔
اب کیا یہہ خیال بہترین سبق اخلاق اور بہترین فلسفہ اور افضلترین مذہب نہین ہے اور
اگر اس سبق کے پورا پورا قبول کرنے کی قابلیت آپ مین ہو اور آپ اس خیال پر اپنا عملدرآمد کرین
اور دار ناپایدار کی نفسانیت سے اپنی طبیعتون کو ہٹا کر مدامی راحت کی جانب متوجہ ہون۔
جو کہ صرف نیک نفسی اور نفس کشی سے حاصل ہو سکتی ہے۔ تو کیا ہمکو اپنی ساری زندگی کا
مطلب نہ حاصل ہوگا۔ یہہ چند وجوہات ہین کہ جنسے علوم سنسکرت کی عظمت ظاہر ہوتی
ہے اور اس سے بہتر اور کیا وجوہات کسی علم کے موافق ہو سکتی ہین۔ نہایت خوشی کی
بات ہے کہ ہند کے لوگون کے مزاج بدلنے لگے ہین اور قدیم علم کی جانب توجہ شروع ہو چلی
ہے۔ اس تغیر کی ابتدا سوامی دیانند سرستی (پرمیشور مغفرت کرے اوسکی) کے
وقت سے شروع ہوئی لیکن ہند کی شومی طالع کہ اونھون نے ایسے بے وقت وفات پائی۔
اور اونکی اس بے وقت وفات سے جیسا نقصان عظیم علوم سنسکرت کو پھونچا وہ بیان سے باہر ہے
اس سخت حادثہ پر محض افسوس کرنا بیکار ہے اگر درحقیقت ہند کو اوس نقصان عظیم کا جو کہ سوامی
جی کی وفات سے سنسکرت کو پھونچا افسوس ہو تو ہند پر یہہ فرض ہے کہ ہند اس امر مین سخت
کوشش کرے اور جو عمدہ کام کہ سوامی جی نے شروع کیا اوسکو کسیطرح ضایع نہ ہونے دے
کل ہند کی بہبودی یا بربادی آیندہ کا دارمدار اہل ہند ہی پر اب اوسکے ذمہ دار اہل ہند ہی ہین
اہل ہند کو چاہیے کہ آپ اس دہریہ پن کے سیلاب کو روکین اور لوگونکو روحانیت کے
یقین پر مایل کرین اور چاہیے اونکو لامذہبی کے تاریک غار مین گرکر تباہ ہونے دین۔
آپ پیش نظر اپنے یہہ باتین دیکھتے ہین کہ قدیم باتین ہند کی اسوقت کی انگریزی تعلیم کے
اثر سے مفقود ہوتی جاتی ہین۔ جہان کہ رشی اور منی رہتے تھے وہان دہریہ رہتے ہین۔
جہان شوالے تھے وہان گرجا ہین۔ اور جہان کہ وید شریف کی رچائین پڑھی جاتی
تھین وہان سے گرجا کے گھنٹون کی صدا آتی ہے۔ یہہ نہایت افسوس کی بات ہے اور
فرض ہے آپ سب صاحبون پر کہ ذرہ جرات کرکے دہریہ پن کی بلاے بے درمان کو دفع

کرین — آپکو یاد ہوگی پُران کی وہ حکایت جسمین کہ یہہ لکھا ہے کہ ایک وقت مین ایک راکشس
چارون ویدون کو چرا کر پاتال چلا گیا اور وشنو جی مہاراج اوتار رکھ کر اوس راکشس سے
سمندر مین لڑکر اور اوسکو ہلاک کر کے وید شریف پھر دنیا مین لائے اور برہمنون کو
دیئے۔ اس بات کو خوب یاد رکھیے کہ اسوقت مین بھی دہریہ پن اور لامذہبی کا راکشس
اہل ہند کے دلون سے اصول مذہب اور اخلاق رفتہ رفتہ چراتا جاتا ہے پس اب اہل ہند کی کوشش یہ
ہونی چاہیے کہ یہہ ظالم دشمن جلد ہلاک ہو تاکہ اہل ہند کا مذہب اور اخلاق محفوظ رہے۔

پنڈت بشن نراین در ممبر نیشنل کلب لکھنؤ۔

روزنامچہ سفر ولایت پنڈت بشن نراین صاحب در از بمبئی تا سوئز

۱۲ مارچ ۱۸۸۶ء کو آج مین قریب بارہ بجے کے آپولو بندرگاہ پر جہاز سے کہ جہاز چھوٹنے والا
تھا گیا۔ وہان پہونچتے ہی ملاحون اور قلیون نے آگھیرا۔ یہانتک کہ صندوق سنبھالنے
مشکل پڑ گئے تھے۔ کئی مرتبہ گاڑی پر آن کر ان لوگون نے صندوق اوتار لینے کا ارادہ کیا
صرف اسی غرض سے کہ ہمین کو ضرور ہی مین لگا دین۔ یہہ کیفیت صرف میری ہی نہین ہوئی
بلکہ اور انگریزون کی بھی جو وہان اوسوقت آئے۔ ایک ہندوستانی بھائی بھی میرے
ساتھی لنڈن تک کے مل گئے۔ یہہ صاحب مدراس کے باشندے ہین اور سرکاری
ڈاکٹر ہین لیکن انگریزیت بظاہر انمین بہت اثر کر گئی ہے۔ چند باتون کے بعد تھیاصوفی
کا جو ذکر آیا تو پہلی بات جو اونھون نے اوسکی نسبت کہی وہ یہہ مجھسے سوال تھا کہ کیا تم ان
لغویات مین یقین کرتے ہو۔ مین نے یہہ مناسب سمجھا کہ اسکا جواب دندان شکن جیسا
کہ چاہیے تھا دون اس غرض سے کہ اجنبی شخص اور مسافر ہین۔ کیا ضرور ہے فساد دل آزردہ
کر دینا۔ اونکو بھی اسطرح ایک بات کہدینی لازم نہ تھی لیکن کیا ضرور ہے کہ ایک کی طرح دوسرا
بھی غلطی کرے ایک دو باتون کے بعد مین نے اونسے کہا کہ ممکن ہے کہ تھیاصوفی مین بہت
سی باتین ناممکن ہون لیکن بہت سی عمدہ باتین بھی ہین اور ہند کو ضرور فایدہ مند ہین
اور آپ تو ڈاکٹر ہین آپکو تو ضرور علم مسمریزم مین ایک قسم کا مذاق ہونا چاہیئے۔ بعد اسکے گو کہ
جہاز چار بجے وہین آنیوالا تھا لیکن اس غرض سے کہ پہلے سے سوار ہو جانا بہتر ہے مین اور
ڈاکٹر صاحب دونون ایک کشتی کر کے میرا گان جہان کہ جہاز تھا گئے اور جہاز پر سوار ہوئے
ڈاکٹر صاحب تین مہینے کی رخصت پر کچھ اپنے خاص کام سے جاتے ہین اونکو یہہ پہلا دفعہ

ولایت جانے کا ہے۔
انکا ٹکٹ دوسرے درجہ کا تھا یہ تو دوسرے درجہ مین گئے اور مین اوّل درجہ مین گیا۔ سٹوارڈ یعنے جہاز کے وہ نوکر جو کہ اوّل درجہ کے مسافرون کی مثل خدمتگارون کے رہتے ہین میرا اسباب میرے کیبن یا خانے مین لے گئے۔ حسن اتفاق سے مجھے کُل خانہ جسمین تین آدمیون کی جگہ ہے خالی ملا۔ ہاتھ منھ دہونے کا سامان (سابون انگوچھہ وغیرہ) طیار پایا۔ بچھونا مع تکیون کے طیار رہا۔ لیکن اوڑہنا نہین تھا۔ نہایت عمدہ بات ہوئی کہ مین پہلے ہی سے جہاز پر سوار ہوگیا۔ کیونکہ بعد تھوڑی دیر کے مسافرون کا بڑا ہجوم ہوا اور اسی ہجوم مین گال صاحب بھی آئے۔ چار بجے جہاز بندرگاہ سے مقام اپولو بندر گیا اور وہان سے اور کچھ مسافرون اور ڈاک کو لیکر قریب ۶ بجے شام کے وہ جہاز روانہ ہوا۔ عموماً مسافر اوّل درجہ کے جہاز کی چھت پر جسکو کہ ڈک کہتے ہین بیٹھتے ہین یہ جگہہ سب طرف سے کھلی ہوئی تھی۔ صرف دہوپ وغیرہ کے بچاؤ کے واسطے اوپر کپڑے کی پوشش ہوتی ہے۔ اس ڈک پر اکثر مسافر لوگ اپنی ذاتی کرسیان لیجاتے ہین اور انھین پر بیٹھتے ہین۔ جہاز کے متعلق جو کرسیان تا بچین رکھی ہین اونسے بہت آرام نہین ملتا ہے۔ بیٹھنے کی جگہہ اونمین لکڑی ہے اور چونکہ تمام دن ڈک پر اکثر مسافر رہتے ہین اس لحاظ سے اونسے بہت آرام نہین ملتا ہے۔ بہتر ہوتا اگر مین بھی اپنی ایک خاص کرسی خرید کر رکھ لیتا۔ لیکن مین اس امر سے واقف نہ تھا۔ سلون یعنی وہ کمرہ جسمین اوّل درجہ کے مسافر کھاتے ہین اور بیٹھتے اوٹھتے بھی ہین۔ نہایت پر تکلف کمرہ ہے۔ اسمین آج شام کو مجھ سے ایک انگریز سے ملاقات ہوئی۔ یہ صاحب بھی ولایت جاتے ہین۔ گو کہ پادری ہین لیکن آدھے گھنٹہ کے عرصہ مین بییر (ایک قسم کی شراب ہوتی ہے) کی ایک بوتل کا ستیاناس کیا۔ مجھسے باتون باتون مین البرٹ بل کی نسبت بھی پوچھا کہ آیا تعلیم یافتہ ہندوستانیون کی کیا راے ہے لیکن پہلے اوس بل کی مذمت بھی خوب کردی۔ مین نے جواب دیا کہ ہر ایک چیز کے چند مخالف ہوتے ہین اور چند موافق۔ تعلیم یافتہ ہندوستانیون مین بھی گو کہ بعض اس کے بوجوہات مخالف ہین لیکن اکثر موافق ہین۔ مین سمندر کی بیماری سے ابھی تک محفوظ ہون۔ لیکن خلاف عادت ہونے کے کسیقدر طبیعت سست معلوم ہوتی ہے۔

۲۲ - مارچ ۱۹۰۳ء کو صبح کے وقت مین اپنے خانہ مین سے اوپر آیا - دیکھا تو کل ڈک پانی سے دھویا گیا تھا - دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ روز صبح کو یہی صفائی ہوتی ہے اور انگریز اور ہمیں اوپر ۹ بجے تک ٹہلا کیں - بعد اوسکے اونکی حاضری کا وقت آیا - مین نے بھی اپنے خانہ مین جا کر تھوڑے نمکپارے و شکرپارے کھائے - سٹوارڈ یعنی خدمتگار سے چند نارنگیاں اور کیلے وغیرہ منگائے اونکی قیمت نہیں دینی پڑی - حاضری کھا کر جب انگریز ڈک پر آئے اور مین بھی ایک جگہ بنچ پر بیٹھکر ایک کتاب پڑھنے لگا کہ ایک انگریز میرے پاس آکر بیٹھا اور دو ایک باتون کے بعد اپنا کشمیر کا تجربہ بیان کرنے لگا اوسکا قول ہے کہ مین نے ایک کتاب بطریق سفرنامہ کے جنوبی افغانستان کی نسبت چھپوائی ہے اور اب ایک اور کتاب مین نے کشمیر کے حالات کے نسبت لکھی ہے - کشمیر کی بد انتظامی کا بہت شاکی تھا اور افسوس کرتا تھا کہ ایسا عمدہ ملک جو کہ عمدہ انتظام مین ایک نہایت زرخیز خطہ ہو سکتا ہے اور جسمین ہر ایک قسم کی ترقی ممکن ہے محض والی ملک کی بے پروائی سے ابتری کی حالت مین پڑا ہے - مجھ سے صاحب موصوف کہنے لگے کہ آپ کشمیری برہمن ہین اور آپکا ملک کشمیر وطن ہے آپ پر فرض ہے کہ آپ لنڈن مین قانون کے ساتھ کچھ علوم سلطنت بھی پڑھئیے اور وہان سے آکر کشمیر کو اس ذلیل حالت سے بہتر حالت مین لانے کی کوشش کیجئے - البرٹ بل کے یہ صاحب بھی خلاف ہین اور بار بار یہ کہتے تھے کہ جسطرح سے کہ ہندوستانیون مین بہت کچھ تعصبات قومی ہین اوسیطرح سے انگریزون مین بھی ہین اور منجملہ اونکے ایک یہ بھی تعصب ہے کہ ہمارا سوائے قومی پنچایت کے اور کسیطرح فیصلہ نہ ہو - پس جسطرح سے ہم ہندوستانیون کے تعصبات مین خلل نہیں دیتے ہین اونکو بھی ہمارے تعصبات مین خلل انداز نہ ہونا چاہیئے - یہ صاحب فوجی ہین اور غالباً کپتان ہین - جنرل گارڈن کے پاس مصر جاتے ہین - ہوا بہت موافق اور سمندر نہایت اعتدال کی حالت پر ہے - جہاز نہایت عمدہ طرح سے چلا جاتا ہے - جیسا کہ خیال تھا ویسی گرمی بھی دن کو نہیں معلوم ہوتی ہے - بانات کی اچکن بالکل ناگوار نہیں ہوتی ہے - لیکن رات کو اوڑھنے کی ضرورت نہیں ہوتی

۲۳ - مارچ ۱۹۰۳ء - آج صبح سے بمقابلہ کل کے اور پرسون کے طبیعت شگفتہ رہی بھوک بھی کھل گئی - معمولی اوقات پر کھانا کھایا - بہت سا وقت تو کتاب پڑھنے مین

اور اوس سے کم اوس فوجی انگریز کی باتون مین صرف ہوا۔ نہین معلوم کیا وجہ
کہ وہ مجھ سے کشمیر کی باتین بہت کرتا ہے اور بار بار یہی کہتا ہے کہ تم ضرور بعد
لنڈن سے واپس آنیکے اس بات کی کوشش کرنا کہ کشمیر کا انتظام درست ہو۔
میری طبیعت بالکل اچھی ہے اور اب سمندر کی بیماری کا کسیطرح خطرہ ہے۔ گال صاحب
کی وجہ سے بہت دل بہلتا ہے۔ تنہائی بہت نہین کھلتی ہے۔ دن بھر مین بار بار میرے
پاس آتے ہین اور بیٹھتے ہین اور باتین کرتے ہین اور میری ہر قسم کی اونکو فکر
رہتی ہے۔ اسمین شک نہین کہ امید سے زیادہ اونسے وقوع مین آتا ہے۔
۲۴- مارچ ۱۸۸۴ع کو معمولی اوقات پر کھانا وغیرہ کھایا۔ دنکو کتاب بننے مین زیادہ
وقت صرف ہوا۔
۲۵- مارچ ۱۸۸۴ع آج کسیقدر روز سے زیادہ گرمی ہے لیکن روز سے زیادہ
طبیعت بشاش ہے۔ بھوک بہت صاف ہے۔
۲۶- مارچ ۱۸۸۴ع- آج گرمی اور زیادہ ہے۔ گرمی کے کپڑے پہننے کی ضرورت ہوئی
۲۷- مارچ ۱۸۸۴ع- آج صبح کے ۴ بجے ہمارا جہاز عدن پہونچا- عدن کے کنارہ بہت
بلند ایک پہاڑی ہے اور اوسپر بہت سی توپین سرکاری لگی ہین- یہان سرکاری فوج
رہتی ہے اور وہ پہاڑی اسطرح پر واقع ہوئی ہے کہ قلعہ بنانے کی کوئی ضرورت نہین
وہ جگہہ از خود قلعہ کا کام دیسکتی ہے۔ بوجہ بلند ہونے کے وہان سے آس پاس کے تمام
کنارہ اور کئی کوس تک سمندر کی حفاظت ہوسکتی ہے۔ اس مقام پر ہمارا جہاز نوس
بجے دن تک ٹہرا۔ چھوٹی چھوٹی کشتیون پر حبشی لڑکے سمندر مین پھر رہے تھے یہ
کشتیان اسطرح بنی ہوئی تھین کہ اگر اونمین پانی بھی بھر جائے تب بھی نہ ڈوبین
اور اسکی کیفیت بھی مین نے دیکھی- دریا مین جب وہ اونمین کھیلتے اور کبھی کبھی لڑتے تھے
تب بار ہا اونکی کشتیان اولٹ اولٹ جاتی تھین- لیکن ڈوبتی نہین تھین اور وہ بھی
اوسی پانی کی مچھلیان ہو رہے تھے کہ گھنٹون سمندر مین پیرا کرتے تھے- ٹوٹی پھوٹی
انگریزی بھی بول اور سمجھ لیتے تھے- جب ہمارے جہاز نے لنگر ڈالا اوسوقت بہت سی
حبشی لڑکے جہاز کے پاس دوڑ آئے اور غل مچا کر کہنے لگے کہ ہمارے غوطون کا تماشہ
دیکھو- جسکے یہ معنی تھے کہ اٹھنی یا چونی یا روپیہ سمندر مین پھینکو اور ہم ساتھ ہی

اونکے غوطہ مارکر نکال لائین گے وہ پھر ہماری ہوجاے گی - بہت انگریزون نے اٹھنیان و روپے وغیرہ پھینکے - مین نے بھی ایک چونی نذر کی - دو چار مرتبہ ایسا ہوا کہ وہ لڑکے غوطہ لگاکر جہاز کے ایک طرف سے دوسری طرف نیچے نیچے نکل گئے - اسی اثنا مین کچھ تھوڑے عربی سوداگر آئے اور اونھون نے کچھ مختصرسی اپنی دوکانین جہاز پر لگائین - گھنٹہ دو گھنٹہ کی خرید و فروخت کے بعد وہ عدن واپس گئے - یہان اور کئی جہاز بھی ٹھہرے ہوئے تھے ایک فرانسیسون کا جنگی جہاز تھا - جبکہ وہ انگریزی قلعہ کے سامنے آیا اوسنے سلامی کی توپین داغین - اسکے جواب مین انگریزی فوج نے بھی توپون سے سلامی کی -

بعد دس بجے کے ہمارا جہاز عدن سے روانہ ہوا اور اسوقت یعنی شام تک عرب کا کنارہ ہمکو نظر آتا ہے - بلند پہاڑ جن پر کہ درخت کا نام و نشان نہین ہے - برابر سامنے دکھائی دیتے ہین گو کہ یہان سے ۲۰ یا ۲۵ میل کے فاصلہ پر ہین - شام کے وقت ہم جزیرہ پیرم کے پاس پہونچے - یہہ ایک پہاڑ ہے اور اوسپر جزیرہ ہے اسپر بھی کچھہ سرکاری فوج رہتی ہے اور اسپر ایک لائٹ ہوس یعنی روشنی کا گھر ہے اسکی روشنی ۱۵ یا ۲۰ میل تک پہونچتی ہے - یہہ مقام چونکہ بوجہ پہاڑون کے بہت خطرناک ہے اسلئے اس لائٹ ہوس کی ضرورت ہے یہان مین نے دو بڑے بڑے دخانی جہاز دیکھے جو کہ رات کو کسیطرح سمندر کے اندر کی چٹانون سے ٹکراکر اس جزیرہ [illegible] پڑے تھے اونکی اون چٹانون سے اوتارنے کی بہت کوشش کی گئی لیکن نہ اوتر سکے - یہہ مقام آبنائے باب المندب کہلاتا ہے - یہان سے بڑے فاصلہ پر افریقہ کے کنارہ پر کے بڑے بڑے پہاڑون کی چوٹیان دکھائی دیتی ہین - اب گرمی زیادہ ہوتی جاتی ہے اور بڑی وجہ اوسکی یہہ ہے کہ دونون طرف ریگستان ہے - داہنی طرف عرب کی ریگستان اور پہاڑ اور بائین طرف افریقہ کے پہاڑ اور ریگستان - یہہ آبنائے باب المندب دروازہ ہے بحیرۂ قلزم کا - فرعون یہین ہلاک ہوا تھا - بوجہ شدت گرمی کے [illegible] خانہ مین سویا نہین جاتا ہے - مین کل سے ڈک پر سوتا ہون [illegible] سے معلوم ہوا کہ بچھونے کے نیچے متعدد چیزین اوٹھنے کی رکھی ہوئی ہین - کمل اور چادر وغیرہ - اور بچھونے بھی دو ہوتے ہین - مین نے ہلکا بچھونا بغل مین [illegible]

۲۸ - مارچ سنہ ۱۸۸۴ء - آج ہمارا جہاز بحیرۂ قلزم مین ہے - یہہ حصہ سمندر کا بہت عمدہ حالت پر ہے

پانی مثل تالاب یا چھوٹی ندیون کے ہموار ہے - اسکی بڑی وجہ یہ ہے کہ کنارے دونو طرف قریب ہین - جیساکہ خیال کیا جاتا ہے اوسقدر گرمی نہین ہے - بلکہ کل سے کم ہے اور بعض انگریزون کا بیان ہے کہ اب روز بروز کم ہوتی جائے گی - آج دن بھر ابر رہا - اس ابر مین سمندر کی کیفیت عجب معلوم ہوتی ہے - بجائے نیلگو کے بالکل سفید نظر آتا ہے - بمبئی سے عدن تک ہمارے جہاز کا رخ پچھم کی طرف تھا اور اب اس سمندر مین مغرب اور شمال کی جانب ہے پھر بھی ایک بڑی وجہ اس گرمی کی ہے - کیونکہ اب ہم روز بروز خط استوا سے دور ہوتے جاتے ہین - عدن سے ہمارے ساتھ ایک عرب بھی ہوا ہے لیکن نہ مین اوسکی زبان سمجھتا ہون نہ وہ میری - مین نے انگریزی اور اردو مین عرب سے پوچھا کہ آپ کہان جاتے ہین - اوس نے عربی مین جواب دیا مین خاموش ہو رہا -

گال صاحب کی لڑکی بیمار ہوگئی اس سبب سے وہ پرسون شام سے ڈک پر نہین آتے مین حیران تھا کہ کیا وجہ ہوئی کہ وہ نہین آئے - آج شام کے وقت اونکی میم صاحبہ تشریف لائین اور مجھ سے کہا کہ گال صاحب کو نہایت افسوس تھا کہ تم سے بوجہ لڑکی کی علالت کے دو دن سے نہ مل سکے - اب لڑکی اچھی ہے صرف بخار رہتا - اوسمین اب بہت تخفیف ہے - تھوڑی دیر کے بعد گال صاحب خود محض میرے ملنے کے واسطے اوپر آئے - میرے پاس چند ساعت بیٹھے - میرے کھانے وغیرہ کا پوچھا - بعد تھوڑی دیر کے پھر نیچے اپنے کمرہ مین تشریف لے گئے - واقعی انکی توجہ اور عنایت کا شکریہ جہانتک ادا کیا جائے بجا ہے - میرا وقت زیادہ تر کتب بینی مین صرف ہوتا ہے - پہلی بات جو کہ ہر ایک انگریز نے مجھ سے ابتک کی ہے وہ یہ ہے کہ تم بہت پڑھتے ہو - میرا جواب یہی ہوتا ہے کہ اس سے اور بہتر وسیلہ اس جہاز پر وقت صرف کرنے کا کیا ہے - انگریزون کے صرف اوقات اور اون کے وسائل معاش یہان بیان کرنے ضرور ہین

تین وقت کے کھانے مین قریب تین گھنٹون کے صرف ہوتے ہین - صبح سات بجے عموماً ہر انگریز اپنے کمرہ سے اوٹھکر ننگے پیر پتلون گھٹنون تک چڑھائے ہوئے اوپر آتے ہین آٹھ بجے کے بعد تک یونہین ننگے ڈک پر ٹہلا کرتے ہین بعد اوسکے حاضری کا وقت ہوتا ہے اوسکے بعد کوئی تو تاش کھیلنے مین مصروف ہوتا ہے کوئی شطرنج - کوئی ایک قسم کے گوئی ڈالتے ہین - پڑھنے والون کا نمبر بہت کم ہے اور وہ بھی صرف ناول

پڑہنے مین اپنا وقت صرف کرتے ہین کسی انگریز کے ہاتھ مین مین نے کوئی مفید کتاب نہ دیکھی۔ میری کتابون کو ان لوگون نے بہت پسند کیا بلکہ ایک دو صاحبون نے مجھ سے پڑہنے کو میری کتابین لی بھی ہین۔ رات کو ۹ یا ۱۰ بجے تک عموماً گانا بجانا ہوتا ہے۔ ایک موٹا بلغمی شخص اکثر گاتا ہے اور لوگ اوسکی اور انکی تعریف کرتے ہین لیکن مجھکو تو اوسکا گانا سنکر شیخ سعدی کا مغنی یاد آتا ہے۔

۲۹۔ مارچ ۱۸۸۳ء بمقابلہ کال اور پرسون کے آج کسیقدر خنکی زیادہ ہے اور اب زیادہ ہوتی جائے گی۔

یہہ حصّہ سمندر کا نہایت ہموار اور اعتدال کی حالت پر ہے۔

۳۰۔ مارچ ۱۸۸۳ء آج ٹھنڈک زیادہ ہے ہوا تیز اور سمندر کسیقدر طغیانی پر ہے جہاز بہت ہلتا ہے اور ایک دو مسافرون کو پھر متلی شروع ہو گئی ہے۔ لیکن پرمیشور کے فضل سے مین اچھا ہون۔ اب گال صاحب کی لڑکی بھی بہت کچھ اچھی ہے۔

۳۱۔ مارچ ۱۸۸۳ء۔ آج بھی ٹھنڈک زیادہ ہے۔ سمندر کسیقدر تیزی پر ہے۔ اسوقت ۴ بجے شام کے ہمارا جہاز سویز پہونچا اور اب یہان سے ہمکو دوسرے جہاز پر سوار ہونا ہوگا۔ گال صاحب کا ساتھ یہانسے چھوٹتا ہے۔ پنڈت بشن نرائن در از سوئیز

لنڈن۔

جناب اڈیٹر صاحب سلامت۔ بعد از ملاحظہ مرآۃ الہند۔ پرمیشور کی کرپا سے مین نے ایک میعاد درس قانون کی منجملہ ۱۲ میعادون کے ختم کی۔ اب دوسری میعاد ۱۰ جون ۱۸۸۳ء سے شروع ہوگی۔ ۹ جون ۱۸۸۳ء تک تعطیل ہے۔ اس میعاد مین بابو نریندر ناتھ متر ساکن شہر کلکتہ بیرسٹری مین کامیاب ہوئے۔ بابو صاحب نے ۵ مئی ۱۸۸۳ء کو اکسٹر ہال مین ایک نہایت دلچسپ لکچر صغرسنی کی شادی اور اوسکی دفعیہ کے نسبت پڑہا۔ سر ولیم میور صاحب بہادر جو کہ سابق مین لفٹنٹ گورنر ممالک مغربی و شمالی کے تھے میر مجلس تھے۔ بہت سی انگریز اور میمین موجود تھین۔ ڈاکٹر لیٹنر صاحب پنجاب یونیورسٹی کے رجسٹرار اور بابو لال موہن گہوش صاحب بھی رونق افروز جلسہ تھے۔ بعد لکچر کے آزادانہ بحث مضمون لکچر پر شروع ہوئی۔ مس منینگ نے جو کہ ایک معزز اور نیک خصلت میم ہین اور ایسٹ انڈیا اسوسیشن کی جو کہ ہند کے فایدہ کے واسطے قایم ہوا ہے سکرٹری ہین مجھ سے سر ولیم میور صاحب بہادر

سے ملاقات کرائی - بعد ختم ہونے لکچر کے مسٹر ولیم میور صاحب بہادر نے بابو لال موہن
گھوش او مجھ سے درخواست کچھ رایزنی کی فرمائی - بابو صاحب نے نہایت عمدہ اور
دلچسپ ایک مختصر اسپیچ دی مین بالکل طیار نہ تھا - مین مسٹر ولیم کے پاس اس غرض سے گیا کہ
وہ مجھے اوس وقت معذور رکھین لیکن قبل اسکے کہ مین اپنا مطلب عرض کرون مسٹر ولیم نے
کل جلسہ سے مخاطب ہوکر چند مختصر کلمات مین میری کیفیت بیان کی اور اونسے درخواست
کی کہ میری تقریر کو سنین - اس حالت مین مین مجبور ہوگیا اور کچھ ٹوٹے پھوٹے فقرون مین
چند خیالات جو اوسوقت حاضر تھے ظاہر کیئے -

آج شام کو ایک اور کلب مین جو بغرض ترقی تجارت و زراعت قایم ہوا ہے - ڈاکٹر لیٹنر صاحب
ایک مضمون ہند کی خود رو تعلیم پر پڑھینگے - وہان بھی مجھے دعوت ہے - سر لیپل گرفن
صاحب ستارۂ ہند پریسیڈنٹ جلسہ ہونگے -

مین نے ابھی لنڈن کی بالکل سیر نہین کی ہے اسلیے شہر کی کیفیت مین نہین لکھ سکتا ہون
لیکن البتہ پولیس کے روزنامچہ پڑھنے سے بدمعاشون کی کیفیت معلوم ہوتی ہے -
خون تو بالعموم ہوتے ہین اور شراب خواری سے جو نقصانات ہوتے ہین وہ لنڈن کی کیفیت
سے بخوبی ظاہر ہین - ڈینامائٹ کی واقعات بھی بعض اوقات سننے مین آتے ہین -
ڈینامائٹ ایسی زبردست چیز اور ایسی مہلک ہے کہ ایک ڈینامائٹ ایک اچھی مضبوط دیوار کے
ٹکڑے اڑا سکتا ہے - کل دس عورتین ڈینامائٹ سے ہلاک ہوئین -

علم ایک قوت ہے اور جب دہریہ پن اور بداخلاقی کو ترقی ہوگی اوسوقت اوس قوت
کا استعمال ایسا ہی ہوگا - لنڈن کے لوگون سے ملنے سے کیفیت کھلتی ہے کہ عیسائی
مذہب کا اثر کہانتک لوگون کے دل پر باقی ہے -

چند ہندی طلبا سے مجھ سے ملاقات ہوئی انمین سے بعض ایسے بھی ہین جو ابھی تک
شراب خواری کی بلا سے محفوظ ہین -

لنڈن ایک ایسا مقام ہے جہان ہر ایک شخص جسطرح چاہے رہ سکتا ہے - اگر تنہا
بھی ہو تو ذرہ بھی دقت گوارا کر لینے سے اپنے عقاید مذہبی بلکہ رواج قومی بھی قایم
رہ سکتا ہے - سب قسم کی ترکاریان جو ہندوستان مین ملتی ہین یہان بھی

کسی قسم کی کھانے پینے کی دقت نہین ممکن ہے۔ اور جو اہل ہند یہان آکر انگریزی وضع اور طریق اختیار کر لیتے ہین اوسکی کچھ وجہ نہین ہے کہ بغیر اوسکے اونکا یہان رہنا غیر ممکن ہے۔ بلکہ یہ وجہ ہے کہ اگر وہ اپنے وطن کے طریق پر قایم رہین گے تو شاید انگریز اون پر خندہ زن ہون گے اور انکو متعصب سمجھین گے۔ محض اس خیال خام مین اپنی عادات اور طریق کو لوگ چھوڑ دیتے ہین اور اہل یورپ کے ساتھ اکل و شرب مین شریک ہوتے ہین۔ مجھے بھی جب مین لنڈن پہونچا لوگون نے بہت خوف دلایا اور کوشش کی کہ مین بھی جلدی سے مہذب بنجاؤن لیکن مین نے اپنے طریق کو زیادہ تر عمدہ و مفید پایا اور پرمیشور کے فضل سے مین اپنے مذہبی قومی طریق پر ہون اور امید کرتا ہون کہ آیندہ بھی قایم رہون گا۔

ہمارے ہموطنون اور ہمارے ہم قومون کا خوف مذہب کی جانب بالکل بے بنیاد ہے بہت سی باتین یہان کی جو ہند مین سنی جاتی ہین اور شاید سنی جاتی ہین محض افواہ ہین۔ ہند کے طلبا کو یہان تنہا آنے مین اوّل اوّل مشکل ہوتی ہے اور ناتجربہ کاری سے بہت کچھ روپیہ بیکار صرف ہوجاتا ہے اور مکان کی بڑی دقت ہوتی ہے اور اکثر اوقات برے لوگون سے سابقہ ہوجاتا ہے۔ اسکا بندوبست یہان کے بھی خواہان ہند انگریز کر رہے ہین اور ڈاکٹر لٹینر صاحب اور مس مننگ اسمین بہت کوشش کر رہے ہین۔ لیکن اسقدر عرض مین بھی اپنے ہموطنون کی خدمت مین کر سکتا ہون کہ اگر کوئی صاحب تن تنہا یا مع اور کسی دوست کے بلا کسی زبردست وسیلہ کے یا بلا غرض امیرانہ طرز معاشرت کے اس جانب آنیکا ارادہ رکھتے ہون اور لنڈن کی کیفیت سے ناواقف ہون تو دو نو باتون کا خیال رکھین۔

اوّل بذریعہ ٹامس کک اینڈ سن انکے ٹکٹ کے قصد آنیکا کرین اسمین دو فوائد متصور ہین۔ اول کفایت خرچ۔ دوم راستہ کا آرام جابجا سوداگر مذکورہ بالا کے اہلکار اونکی خبرگیری کرین گے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اگر مجھے بذریعہ پوسٹ کارڈ کے اپنی روانگی کی اطلاع دین گے تو مین حسب ضرورت اہل ہند اونکے واسطے کوئی مکان محفوظ اور عمدہ مقام پر جو اونکے جائے درس سے نزدیک ہو تلاش کر سکتا ہون اور رکھنا بھی ممکن ہے

بلکہ مجھے نہایت خوشی ہوگی کہ جب تک کوئی اور مکان عمدہ رہنے کو بہ کفایت نہ ملے تب تک وہ میرے ساتھ ہی رہین - اسمین نہایت فایدہ اور آرام ہوگا - ہوٹل مین اوترنا اور کسی بھگ کے مکان پر اوترنا برابر ہے - اگر ایک رات ٹھہرے صبح کم سے کم دہ نذر کیجیے - مین اپنا فخر سمجھونگا اگر مجھ سے کسیطرح کی خدمت اپنے ہموطنون کی ہو سکے - مگر مین امشیر کرتا ہون کہ اگر میرے التماس پر میرے ہموطن عملدرآمد کرین گے تو اسمین شک نہین کہ بہت کچھ تکلیف اوٹھانے سے بچین گے اور نیز محفوظ رہین گے - بالفعل میرے ساتھ ایک ہندی طالبعلم جو بغرض تحصیل علم ڈاکٹری لنڈن مین آئے ہین مقیم ہین - ماہ نومبر مین یہ صاحب جرمنی مین امتحان دینے جاینگے - انکا خاص وطن بمبئی ہے -

پنڈت بشن نراین در - از لنڈن

44 Albert Street
Camden Town
London, N.W.

بقیہ مضمون مقناطیس حیوانی مندرجہ مرآۃ الہند نمبر ۱۰۲ بابت ماہ اپریل ۱۸۸۳ء

رابطہ قایم رکھنے کے طریقے تو مین عرض کر چکا اب ہلب و جذب امراض کے طریقے معرض تحریر مین لاتا ہون - کسی مریض کے کسی خاص جگہ پر اگر درد ہوتا ہو تو بعد رابطہ قایم کرنے کے لازم ہے کہ نور مقناطیسی کو سمیٹ کر درد کے مقام پر لاؤ - پھر نہین کہ پانؤن مین تو درد ہے اور تم شانون پر پاس کرو - پیٹ مین درد ہے اور گھٹنون پر پاس کرو بلکہ اسکے واسطے بعد تجربہ کامل کے چند طریقے اختراع کیے گئے ہین جنکو استعمال کرنے سے مریض کو شفا حاصل ہوتی ہے - معلوم رہے کہ جسوقت نور مقناطیسی کو حرکت دیجاتی ہے تو وہ اپنی روانی کے ساتھ خون کو خلط اور مزاج کو اور بیماری کے سبب کو بھی گھسیٹتا ہوا لاتا ہے - مثلاً اگر کسی شخص کے سر مین درد بوجہ سو مزاج کے خون کے ہو - پیشانی جلتی ہوا اور پانؤن کے تلوے سرد ہون تو پہلے سر سے پانؤن تک کئی پاس کرو اور بعد ازان گھٹنون سے پانؤن تک برابر پاس کیے جاؤ تھوڑی دیر مین سر کا درد ... ہو جائیگا اور پانؤن کے تلوے گرم ہو جاینگے اگر کسی

شخص کے شانے مین درد ہوتا ہو تو شانے سے ہاتھ کی انگلیون تک پاس کرد
پاس کرنے سے درد اوترنا شروع ہوگا۔ بعض وقت ایسا معلوم ہوگا گویا گھٹنی مین درد
ہو رہا ہے اور اگر برابر پاس کرتے جاؤ گے تو انگلیون کی راہ سے درد بالکل نکلجائیگا
اکثر یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ شانے کا درد تو اچھا ہوگیا لیکن پیٹ مین میٹھا میٹھا درد
شروع ہوگیا۔ اسکی وجہ سے گھبرانا نہ چاہیئے اسواسطے کہ عمل مقناطیسی ہرگز نقصان
نہین کرتا بلکہ فطرتی قوی کو درجہ اعتدال پر لاتا ہے۔
جسوقت پیٹ پر ہاتھ تھوڑی دیر رکھکر متواتر حرکت آہستہ آہستہ دوگے اور بعد
ختم ہونے ہر ایک دورکے اپنا ہاتھ جھٹکتے جاؤ گے تو فوراً وہ درد کافور ہوجائے گا۔
قاعدہ کلیہ یہ رکھنا چاہیئے کہ اول جس مقام پر درد ہوتا ہو وہان یا تو ہاتھ رکھو یا اپنی انگلیو
کو اکٹھا کرکے اوس مقام پر نشانہ کرو اس سے ادہر اودہر کا درد سمٹ سمٹا کر ایک
مقام خاص پر آجائے گا پھر پاسون کے ذریعہ سے جسم کی حد تک گھسیٹ لاؤ اور ہر ایک
پاس کے بعد ہاتھ جھٹک ڈالا کرو۔ اسکی مثال آسانی کے واسطے یہ دیجاتی ہے۔
فرض کرو کہ شانہ مین درد ہے تو اپنے ہاتھ کو شانہ پر کئی منٹ تک رکھو بعد ازان آہستہ
آہستہ انگلیون تک اوتارتے لاؤ اور جب مریض کی اونگلیون سے تمھارا ہاتھ نیچے
آجائے تو اسطرح اوسکو جھٹک ڈالو گویا کوئی خراب چیز اوسمین لگی ہے اور تم اوسے چھڑا
رہے ہو۔ اسیطور پر دلجمعی کے ساتھ برابر پاس کیے جاؤ۔ جب ذرا تھکن معلوم ہو تو
مریض سے استفسار کرو کہ آیا درد کمتر معلوم ہوتا ہے اگر درد پہلی ہی توجہ مین اوترتا ہوا
نظر آوے تو یہ جان لو کہ تم مریض کو اچھا کرنے مین فوراً کامیاب ہوگے اگر کچھ فرق نہ معلوم ہوا
اور تم تھک گئے ہو تو مریض سے کہدو کہ پھر دوسرے دن عمل کیا جائے گا۔ درد اگر ایک دن
مین اچھا ہو تو یہ سمجھنا چاہیئے کہ تم کامیاب ہی نہ ہوگے بلکہ تین چار روز مین تمھارا عمل کرنے
سے رابطہ قایم ہوجائے گا اور مریض کو شفا حاصل ہوجائے گی۔ درد سر مین یہ بات ضرور
معلوم ہونا چاہیئے کہ آیا درد بوجہ تیزیان خون کے ہے یا بوجہ فتور معدہ کے ہے اگر بوجہ
خون کے ہو تو مریض کو اپنے سامنے کرسی پر بٹھلاؤ اور اپنے دونو ہاتھ اوسکے سر پر رکھو او
خیالات کو ایک جگہہ مجتمع کرکے دو تین منٹ تک اسیطور پر بیٹھے رہو لیکن اس بات کی
ذرا احتیاط رہے کہ اپنے ہاتھون کی انگلیان اوسکی طرف اوٹھی رہین۔ تمھاری ہتھیلیان

گرم ہوجائینگی اور مریض کے سر کے ابخرے تمھاری اونگلیون کی راہ سے نکلنا
شروع ہونگے۔ بعد اسکے ہاتھون کو جھٹک ڈالو اور پھر مریض کے سر پر لاکر آہستہ
آہستہ سر سے پانون تک پاس کرو۔ پاس کرتے وقت اپنے ہاتھون کی انگلیون
کو ذرا خمیدہ رکھو۔ لمبے پاسون کے بعد گھٹنے سے پانون کی اونگلیون تک
پاس کرو فوراً درد سر جاتا رہیگا۔

درد سر کے دور کرنیکا طریقہ جو کرنل الکٹ صاحب نے تلقین فرمایا ہے وہ سب سے
زیادہ مفید اور کارآمد ہے۔ مریض کے پشت کی طرف کھڑے ہو اور اپنے دونو
ہاتھون سے مریض کے سر کو اسطور پر پکڑو کہ تمھارے ہاتھون کی اونگلیان مریض
کی کنپٹیون پر رہین اور انگوٹھے دونو اسکے پشت سر قایم ہون۔ پانچ منٹ تک اسیطرح
مریض کے سر کو پکڑے رہو بعد ازان ہاتھون کو ہٹاکر ادہر اودہر جھٹک ڈالو اسکے
بعد اپنے دونو ہاتھونکو مریض کی پیشانی سے سر پر لاؤ اور سر سے گدی کو چھوتے ہوئے
ایک ہاتھ کو مریض کے ایک شانے کی طرف اور دوسرے ہاتھ کو دوسرے شانے کی طرف
لیجاکر جھٹک ڈالو اسیطرح سات دفعہ یا اکیس دفعہ یا دس تعداد تک جو سات کا
حاصلضرب ہو پاس کرو۔ ان پاسون سے مریض کو عجب فرحت حاصل ہوتی ہے اور
درد چھٹکی بجاتے ہین رفو چکر ہو جاتا ہے۔ اگر بدہضمی کی وجہ سے درد سر ہوتا ہو تو پہلے اپنے
ہاتھونکو مریض کے پیٹ پر رکھو اور بعد ازان پیٹ سے لیکر پانون کی اونگلیون تک
پاس کرو درد سر اچھا ہو جائے گا۔ کرنل الکٹ صاحب اس طریقہ کا استعمال نہین کرتے
بلکہ صاحب موصوف نے مجھکو سب سے عمدہ ترکیب یہہ بتائی ہے جو کبھی ہٹ نہین پڑتی
وہ ترکیب یہہ ہے کہ اپنا ہاتھ مریض کے پیٹ پر ناف کے قریب رکھو اور دوسرا ہاتھ
مریض کی پیٹھ پر قایم کرو۔ دو منٹ تک اسیطرح پر ہاتھ رکھنے کے بعد داہنے ہاتھ کو
جو پیٹ پر ہو مدور چکر دو اسطور پر گویا کہ تم اپنی ہتھیلی سے دایرہ بنا رہے ہو نہایت آہستہ
ہاتھ کو چکر دیکر جھٹک ڈالو۔ اسیطور پر پانچ منٹ تک چکر دیتے رہو اور ہاتھ جھٹکاتے رہو
ازان بعد ایک ہی ہاتھ سے پہلے داہنے پانون پر پاس کرو اور پھر بائین پر۔ دس پندرہ
منٹ کے عرصہ مین مریض کو بالکل شفا حاصل ہو جائے گی

واضح رہے کہ مبتدیون کو دس پندرہ منٹ کا عرصہ بھی لگتا ہے اور جو اس علم کے

ماہرین ہیں شدہ دم بھونیں ایسے درد اچھے کردیتے ہیں۔ شفا کا حاصل ہونا عامل کے بختہ ارادہ پر منحصر ہے۔ بعض عاملوں نے درد شقیقہ (آدھا سیسی) اور درد سر کے دور کرنے کی یہ تدبیر تجربہ کی ہے کہ ایک آبخورہ میں پانی بھرو اور بعد ازاں پانی کو دم کرو اور کپڑے کی کئی تہیں کر کے اوسمیں آبخورہ کو لپیٹ دو واسطور پر کہ چھپا کرنے سے یا اولٹا دینے سے پانی نہ گرے۔ اول مریض کے انگوٹھے پکڑو اور بعدہ اوس آبخورہ کے سونہ کو مریض کے سر سے چھوتا ہوا رکھوا ور سر سے آبخورہ کے پیندے تک پاس کرو اس طریقہ سے سر کی بیماری آبخورہ کے پانی میں آجائے گی اور تمام جسم پر پاس کرنیکی حاجت نہ رہے گی۔ ڈاکٹر ڈیلیوز صاحب کے تجربہ سے یہ بات بھی معلوم ہوئی ہے کہ چند پامین جب درد ہوتا ہے اور تپک معلوم ہوتی ہے۔ رگوں کی پھڑک کنپٹیوں میں محسوس ہوتی ہے تو یہ درد جلدی لمبے پاس کرنے سے نہیں جاتا ہے۔ عامل کو اس موقع پر چاہیئے کہ درد کو ادھر اودھر منتشر کردے۔ منتشر کرنیکا طریقہ یہ ہے کہ ایک ہاتھ اپنا مریض کی چندیا پر رکھو اور چند سکنڈ کے بعد مدور چکر دیکر اوٹھالیو اسیطور پر دہ امنٹ تک تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد سر پر ہاتھ لگاؤ اور چند اکر وا و جھٹکتی جاؤ بعد ازاں پیچھے کھڑے ہوکر دونو ہاتھوں کی اونگلیوں کو چندیا پر سے چھوتے ہوئے گردن تک کھسکاتے لاؤ اور ادھر ادھر شانوں کی طرف پھیلاؤ۔ اس عمل سے اگر درد سر کہنہ ہے تو تین چار روز میں ورنہ آدھے گھنٹہ میں شفا ہوجائے گی۔

درد مقامی کے دور کرنے کے واسطے سب سے مفید تر دم کرنیکا طریقہ ہے یہ بات تو ہر شخص کو معلوم ہوگی کہ انسان پھونکتے وقت گرم اور سرد ہوا دونو مونہہ سے نکال سکتا ہے۔ دور سے پھونکنے تو ہوا سرد نکلے گی۔ نزدیک سے بھاپ نکالیئے تو گرم ہوا نکلتی ہوئی محسوس ہوگی۔ واضح ہو کہ سرد ہوا کی پھونک فرحت بخش ہوتی ہے اگر کسیکو گرمی چڑھ گئی ہو یا غشی میں پڑا ہو تو سرد پھونک نہایت تازگی بخشتی ہے اسیطور پر گرم پھونک یا بھاپ درد کے دور کرنے کے واسطے اکسیر اعظم کا حکم رکھتی ہے۔ بچوں کو اگر چوٹ لگجاتی ہے تو انکے ماں باپ فوراً بھاپ سے اچھا کردیتے ہیں عموماً لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اس حرکت سے بچہ بہل جاتا ہے اور کوئی فائدہ صریحی نہیں ہوتا۔ یہ بات محض بد اعتقادی کی ہے۔ یہ امر علمی طور پر ثابت ہوچکا ہے کہ بھاپ میں بہت کچھ اثر مضمر ہے۔

۷ - مسٹر ای یونین بی اے ساکن مدراس نے ایم بی (M.B.) اور سی ام (C.M.) کے امتحانات ابرڈین کے یونیورسٹی سے پاس کیے -

۸ - مسٹر پی - پرکھ مرادھی جیتی نے ایم بی او سی ایم کا دوسرا امتحان ایڈنبرا یونیورسٹی سے پاس کیا -

۹ - بابو دوار کا ناتھ رہی نے ام ڈی (M.D.) کا ڈپلوما نیویارک میڈیکل کالج سے حاصل کیا -

پنڈت پران ناتھ صاحب ماسٹر کینگ کالج سکرٹری سنسکرت سبھا لکھنو تعطیلی آیام دو انبالہ و لاہور میں ارباب قوم کے یہان دعوتیں کھاتے ہوئے جموں پہونچ کر پنڈت نندلال صاحب کول اخبار خوان سرکھیو او رپنڈت جانکی ناتھ صاحب حاکم اعلیٰ عدالت جموں کے مہمان ہوئے - سرکھیو مہاراجہ صاحب بہادر نے بادہو و علالت سکرٹری صاحب کو اپنے درشنوں سے کمترین سرفراز فرمایا اور اپنے قریب بٹھلا کر کمال لطف و عنایت کیں آئے جموں سے سکرٹری صاحب پنڈت جانکی ناتھ صاحب حاکم اعلیٰ عدالت جموں کے ہمراہ کشمیر جاکر پنڈت بدری ناتھ صاحب گورنر کشمیر کے مہمان ہوئے اور اب مصروف درشن مہا بد ستبرک کشمیر جنت نظیر ہیں -

مراۃ الہند امید ہے کہ سکرٹری صاحب وقت واپسی کشمیر جموں اور پٹیالہ او رکپورتھلہ سے خاطرخواہ اعانت واسطے سنسکرت کالج کے حاصل کرین گے - جب کہ بابو [illegible] صاحب اودہ کے ایک تعلقدار نے پانچ ہزار روپے مالگذاری کے گانون قیمتی پچاس سا ٹھ ہزار کے سنسکرت کالج کو وقف کردیے ہین اور راجہ محمد امیر حسن خان بہادر تعلقدار محمود آباد نے ڈیڈھ لاکھ روپیہ محمڈن یونیورسٹی کو دیدیا تو امید ہے کہ جموں او رپٹیالہ او رکپورتھلہ ہر سہ ریاستون سے ایسی کثیر یکمشت او رسالانہ دونو قسم کی اعانت سنسکرت کالج کی ہوگی کہ بہت جلد عمدہ سنسکرت کالج اودہ مین جاری ہوجاے گا -

پنڈت بشن نراین صاحب در سکرٹری نیشنل کلب لکھنو لنڈن مین بیرسٹری کے امتحان مین مصروف ہین او ربذریعہ انڈین سوسائٹی لنڈن اور ڈاکٹر الیٹز صاحب ڈنار تھبروک کلب طلبائے ہند کو فائدہ مین کوشش کرنا چاہتے ہین اور اب پنڈت بشن نراین صاحب در او رلالہ پیارے لال صاحب ولالہ روشن لال صاحب او ربابو صاحب طلبائے ہند [illegible] ایکہی مکان مین